مسئلہ تقلید
پر پچاس سوالوں کے جوابات
از قلم
مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی
ماخوذ : انوارات صفدر
منجانب : النعمان سوشل میڈیا سروسز

تقلید کی تعریف۔

اتباع الرجل غیره فیما سمعه بقول او فی فعله علٰی زعم انه محقق بلا نظر فی الدلیل فکان المقلد جعل قول الغیر او فعله قلادة فی عنقه و کذا فی شرح مختصر المنار. (نورالانوار ص ۲۲۰، حاشیه نمبر ۱۸)

تقلید اور اتباع میں کوئی فرق نہیں

تقلید کی تعریف جو (نورالانوار کے حوالے سے مذکور ہوئی) لفظ اتباع ہی سے شروع ہوتی ہے۔ مجتہد کی تابعداری کو تقلید کہنا یہ عرف ہے۔ قرآن میں حکم ہے **وأمر بالعرف**. لغت میں تقلید اتباع، پیروی سب ہم معنٰی ہیں۔

ضرورت تقلید

سب سے پہلے اس کی ضرورت ہے کہ مخاطب کو احساس دلایا جائے کہ تقلید کتنی ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ تو نماز پڑھ سکتا ہے نہ کسی حدیث کو مان سکتا ہے کیونکہ حدیث کو ماننے میں تین چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) راویوں کا ثقہ اور ضعیف ہونا معلوم ہو، اس میں ہم بالکل امتیوں کے محتاج ہیں۔ کیونکہ کسی ایک راوی کو بھی اللہ یا رسول اللہ ﷺ نے ثقہ یا ضعیف نہیں کہا ہے۔

(۲) مراد حدیث، کہ اس حدیث میں جو قول یا فعل ذکر ہے وہ فرض ہے یا واجب ہے یا سنت ہے۔ ان احکام میں بھی ہم مجتہدین کے محتاج ہیں۔

(۳) اگر احادیث میں تعارض آجائے تو اس تعارض کو رفع کرنے کے لئے ہم مجتہد کے مقلد ہیں، یہ ایک مغالطہ ہے کہ کتاب وسنت میں تمام احکام موجود ہیں اتنی بات تو صحیح ہے کہ تمام مسائل ہیں، لیکن بعض تفصیلاً اور اکثر تعلیلاً ہیں۔ مثلاً کتے کا جھوٹا ناپاک ہے یہ صراحۃً مذکور ہے۔

لیکن گیدڑ چیتا، لومڑی شیر وغیرہ کے بارے میں کوئی نص نہیں البتہ اس حدیث سے ایک علت تلاش کر لی گئی وہ علت سبعیت ہے (درندگی)۔ اب تمام درندوں کا حکم اس علت سے ثابت ہوگیا۔ مکھی اگر پینے کی چیز میں گر جائے تو اس کا حکم صریح نص میں موجود ہے۔ لیکن مجتہد نے اس حدیث سے ایک علت بھی تلاش کر لی کہ ہر وہ جانور جس کی رگوں میں دم مسفوح یعنی دوڑنے والا خون نہیں ہے اس کا حکم مکھی جیسا ہی ہے۔ اس علت سے چیونٹی، جگنو، مچھر وغیرہ کا حکم معلوم ہوگیا۔ علت کا اخراج ہر آدمی کے بس کی بات نہیں۔ جو علت کا استنباط کر سکتا ہے اس کو مجتہد کہتے ہیں اور جو خود اجتہاد نہیں کر سکتا وہ اس مجتہد کی راہنمائی میں کتاب وسنت کے اس حکم پر عمل کرتا ہے جو مجتہد نے علت کے ذریعے تلاش کیا۔

آج کل اکثر مسلمان ایسے ہیں کہ ان سے اگر کوئی کافر اسلام کی صداقت کے دلائل پوچھے تو وہ نہیں بتا سکتے۔ اور وہ محض تقلیدی طور پر مسلمان ہیں۔ اکثر نام نہاد اہل حدیث بھی ایسے ہی ہیں تو اگر تقلید شرک ہے تو وہ اہل حدیث ہو کر بھی مشرک ہی رہے۔

آیات اتباع

واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اٰباء نا اولو کان اٰباء ھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون

(آیت نمبر ۱۷۰ البقرہ)

واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباء نا او لو کان اٰباء ھم لا یعلمون شیئاً و لا یھتدون.

(المائدہ آیت نمبر ۱۰۴)

ان آیات میں ان کے بے علم بے عقل اور بے ہدایت ہونے کی وجہ سے ان کی پیروی سے روکا گیا ہے جبکہ مجتہدین ایسے نہیں۔ تشبیہ تب ثابت ہوگی کہ جب مجتہدین کو ایسا ثابت کرو۔

خدا تعالیٰ کی اتباع

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلاً ما تذکرون.

(الاعراف، آیت نمبر۲۰)

یہاں اللہ تعالیٰ کا اتباع کا حکم ہے اور بغیر مطالبہ دلیل ہے۔

رسول ﷺ کی اتباع

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ.

(ال عمران آیت نمبر۳۱)

یہاں نبی ﷺ کی اتباع کا حکم بھی بلا مطالبہ دلیل ہے۔

اجماع کی اتباع

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدٰی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولّٰی و نصله جهنم و سائت مصیراً.

(نساء آیت نمبر۱۱۵)

اس میں اجماع کے منکر کو جہنمی کہا ہے اہل حدیث نہیں۔

منیب الی اللہ کی اتباع

واتبع سبیل من اناب الیّ.

(سورۃ لقمان، آیت نمبر۱۵)

منیب کا معنی ہے رجوع کرنے والا۔ مجتہد بھی غیر منصوص جزئی کو لے کر منصوصہ جزئی کی طرف رجوع کرتا ہے، اس لئے اس کی اتباع کا حکم ہے۔

تابعی مجتہد ہو

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه.

(توبہ آیت نمبر ۱۰۰)

تقلید کا فائدہ

والذين اٰمنوا واتبعتهم زريتهم بايمان الحقنا بهم ذريتهم وما التناهم من عملهم من شیء.

(الطّور آیت ۲۱)

ذریت کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ذریت ولادة (۲) ذریت استفادہ۔

کن کی تقلید ممنوع ہے

تقلید آباء۔

واذا قيل لهم اتبعوا ما انزل الله قالوا بل نتبع ما وجدنا عليه آبائنا ولو كان آبائهم لا يعقلون شيئاً ولا يهتدون.

واذا قيل لهم تعالوا الٰى ما انزل الله والٰى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه آباء نا.

ان آیات کے اندر جن آباء کی تقلید سے روکا گیا ہے تو ان کی وجہ باپ ہونا نہیں ورنہ حضرت یوسف علیہ السلام اس بات پر فخر نہ کرتے۔

واتبعت ملة آبائی ابراهيم واسحٰق و يعقوب.

خلاصہ ان کا یہ نکلا کہ اگر آباء اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا رستہ بتانے والے ہوں تو ان کی

تقلید واجب ہے اور اگر آباء اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے ہٹانے والے ہوں تو ان کی تقلید حرام ہے۔

یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کی تقلید سے روکا ہے وہاں یہ قید لگائی ہے کہ وہ باپ دادا بے دین ہوں تو بے دینی میں ان کی تقلید نہ کرو۔ بے عقل ہوں تو بے عقلی میں ان کی تقلید نہ کرو۔ ان آیات کو آئمہ اربعہ کی تقلید میں پیش کرنا گویا آئمہ اربعہ کو گمراہ بے عقل اور جاہل ماننا ہے۔

ایک لاجواب مثال

اس قید کی مثال یوں ہے جیسے زید کہتا ہے کہ جھوٹے خدا کو نہ مانو، یا جھوٹے نبی کو نہ مانو۔ تو اس میں نہ ماننے کا حکم جھوٹ پر ہے نہ کہ خدا اور نبی ہونے پر۔ اگر کوئی شخص آگے یوں نقل کرے کہ زید کہتا ہے کہ خدا اور نبی کو نہ مانو تو اس نے بہت بڑا دھوکہ دیا کہ نہ ماننے کا حکم خدا اور نبی کی طرف پھیر دیا۔

غیر مقلدین کی مثال:

غیر مقلدین قرآن کی آدھی آیت پڑھتے ہیں۔ جیسے ایک آدمی **لا تقربوا الصلوٰۃ** پڑھتا تھا اور کہتا تھا کہ نماز کے قریب بھی جانا منع ہے۔ اسی طرح کسی سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ قرآن پاک میں تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ بہت سے احکام ہیں تجھے قرآن میں سب سے زیادہ پیارا کونسا ہے۔ تو کہا **کلوا واشربوا** اس نے کہا کہ آگے **ولا تسرفوا** بھی ہے۔ تو غصہ میں کہنے لگا کہ سارے قرآن پر تیرا باپ بھی عمل نہیں کر سکتا۔

نوٹ

غیر مقلدین جب خود تقلید کا رد کرنا چاہتے ہیں تو اتباع کا معنی تقلید کر لیتے ہیں، اور جب ہم آیت اتباع پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تقلید یہ ہے کہ کسی کی بات کو بے دلیل ماننا اور اتباع

کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث کی بات ماننا۔ یہ ان کا دھوکہ ہے۔ ابوجہل کہتا تھا بل نتبع ما وجدنا اٰباء نا. تو کیا ابوجہل کے باپ دادا قرآن اور بخاری سناتے تھے؟۔ واتبعوا امر فرعون تو کیا فرعون قرآن وحدیث سناتا تھا؟۔ واتبعوا الشھوات. تو کیا شہوات کسی قرآن کی سورۃ کا نام ہے؟، یا بخاری کا کوئی باب ہے؟۔ قرآن میں ہے ولا تتبعوا خطوات الشیطٰن یہ قرآن میں چار جگہ ہے۔ ۲۰۸-۲، ۱۴۲-۶، ۱۲۱-۲۴، یتبعون اھوائھم ۵۰-۴۸، ان یتبعون الا الظن ۔ ۱۱۶-۶، ۶۶-۱۰، ۲۳-۵۳، ۲۷-۵۳۔

نوٹ

قرآن میں اہل کتاب کا لفظ تین جگہ آیا ہے، اہل نار کا ۶۴ دفعہ آیا ہے لیکن اہل حدیث کا ایک دفعہ بھی نہیں آیا۔

آیات اطاعت

یاایھاالذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ.

جلالین ص ۷۹ کے حاشیہ پر اور تفسیر کبیر نے یہ لکھا ہے کہ اس آیت میں چاروں دلیلوں کا ذکر ہے۔ اطیعو اللہ میں کتاب اللہ آئی، اطیعوا الرسول میں سنت رسول آئی، اور اولی الامر میں اجماع، فان تنازعتم میں قیاس۔

اولی الامر کی تشریح

اولی الامر کی تشریح خود اللہ رب ذوالمنن نے الذین یستنبطون میں کی ہے۔ فان تنازعتم میں اولی الامر کے اختلاف اور تنازع کا ذکر آگیا ہے۔ یقیناً مجتہدین جو مسائل استنباط کریں گے تو یقیناً کسی پر تو سب کا اتفاق ہوگا۔ اس کو اجماع کہتے ہیں اگر اجماع نہ ہوا، ہر ایک نے الگ الگ علت سے کتاب وسنت کی غیر منصوص مسئلے کو رد کیا اس کو

قیاس کہا جائے گا۔ظاہر ہے کہ جولوگ قیاس نہیں کرتے وہ اولی الامر یعنی مجتہد کی تقلید کریں گے۔اولی الامر اسم جنس ہے۔جس کا اطلاق سب پر بھی ہوتا ہے اور ایک پر بھی ہوتا ہے۔اب ایک مسئلہ سارے مجتہدین سے پوچھنا یہ ویسے ہی محالات میں سے ہے۔اس لئے عمل تقلید شخصی پر ہی ہوگا۔

اولی الامر حاکم کو بھی کہتے ہیں اور حاکم ہر علاقے میں ایک ہی ہوتا ہے، تو ہر علاقے والے اپنے حاکم کی ہی اطاعت کرتے ہیں، نہ یہ کہ ملتان کے رہنے والے جدہ کے ڈی۔سی کی اطاعت کریں۔جب مجتہد حاکم ہے تو مقلدین رعایا قرار پائے گی اور غیر مقلدین باغی۔

دورنبوت میں حاکم کون؟

دور نبوت میں حاکم اسی کو بنایا جاتا تھا جو اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو وہ خود ہی مسئلے کا استنباط کرتا تھا، اور خود ہی اس کو نافذ کرتا تھا۔جب حکومت غیر مجتہدین کے ہاتھوں میں چلی گئی تو اب استنباط میں اولی الامر مجتہد کہلایا اور نفاذ میں حاکم۔تو چونکہ اصل مسئلہ حاکم مجتہد کا محتاج نکلا تو گویا اس مسئلے میں حاکم کا بھی اولی الامر نکلا۔اور قاعدہ **المطلق اذا اطلق یراد به الفرد الکامل** سے کامل الامر مجتہد ہوگا البتہ قوت نافذہ کی وجہ سے حاکم بھی اولی الامر کہلائے گا۔جب تک وہ مجتہد کے تابع رہے گا۔

نوٹ

ہر وہ شخص جو مجتہد ہونے کا دعوٰی کردے اس کو مجتہد نہیں مانا جائے گا۔ہاں اگر اس کا مجتہد ہونا دلیل شرعی سے ثابت ہو۔جیسے آئمہ اربعہ کا مجتہد ہونا اجماع سے ثابت ہے۔تو ان کو مجتہد مانا جائے گا۔اور جس علاقہ میں جس امام کا مذہب متواتر ہوگا اسی پر عمل کیا جائے گا۔

یادرہے

جس طرح آئمہ اربعہ کے مجتہد ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے، اسی طرح مودودی، ڈاکٹر اسرار، امین اصلاحی کے ملحد ہونے پر بھی اہل علم حضرات کا اتفاق ہے۔ اولو الامر ماتحت احکام

کو کہتے ہیں اور ماتحت احکام حاکموں کے احکام ان کے ذاتی احکام نہیں ہوتے بلکہ قانون سے مستنبط ہوتے ہیں۔

مثال

چاروں دلیلوں کی مثال یوں سمجھیں جیسے ہمارے ملک میں ایک آئین ہے جس کو متن قانون کہتے ہی، اس طرح کا آئین قرآن ہے۔ اور سنت کی حیثیت ایسی ہے کہ قانون ساز اسمبلی خود آئین کے کسی اجمال کی تشریح کردے تو اس کے خلاف کسی اور کی تشریح نہیں سنی جائے گی۔ اس لئے قرآن کی جو تشریح سنت میں آجائے گی اس کے خلاف کبھی کسی کی بات نہیں سنی جائے گی۔ آئمہ اربعہ کی حیثیت قانون ساز کی نہیں کیونکہ قانون ساز ادارہ قومی اسمبلی ہے۔ البتہ مجتہد کی حیثیت سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی طرح ہوتی ہے، اس کو ملک کے آئین کا اتنا ماہر سمجھا جاتا ہے کہ وہ جو قانون کی تشریح کرے اس کو قانون سمجھا جائے گا۔ اور قانونی کتابوں P.L.D اور جتنے ماتحت جج ہوتے ہیں وہ اپنے فیصلوں میں .P.L.D کے پابند ہوتے ہیں۔ اسی طرح آئمہ اربعہ کے فیصلوں کو امت نے محفوظ کرلیا ہے۔ مفتی حضرات ماتحت ججوں کی حیثیت رکھتے ہیں اس لئے وہ **کذا فی الدر مختار و کذا قال ابو حنیفه** وغیرہ کے حوالوں سے فیصلہ کرتے ہیں۔ اور اگر چیف جسٹس حضرات کا فل بنچ بیٹھ جائے اور کسی تشریح پر ان کا اتفاق ہوجائے تو ملکی اصطلاح میں اس کو سپریم کورٹ کا فیصلہ کہتے ہیں اور اسلامی اصطلاح میں اجماع امت کا فیصلہ۔ غیر مقلدین کی حیثیت ایسی ہے جیسے کوئی توہین عدالت کا مرتکب ہو، کبھی ہائی کورٹ کی توہین کرے اور کبھی سپریم کورٹ کی۔

نوٹ۔ ارشاد حضرت شاہ ولی اللہؒ

حضرت شاہ ولی اللہؒ **عقد الجید** میں فرماتے ہیں کہ جو قیاس شرعی کا منکر ہو وہ اسلامی حکومت میں نہ قاضی بن سکتا ہے نہ گواہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کا ووٹ کینسل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حرمین شریفین کی چودہ سو سالہ تاریخ میں ایک بھی قاضی غیر مقلد نہیں بنا، بلکہ چودہ سو سالہ تاریخ سے کسی غیر مقلد کا قاضی اور گواہ ہونا تو کجا کوئی یہ بھی ثابت نہیں کرسکتا کہ فلاں سال فلاں وقت میں مکے یا مدینے کا خاکروب غیر مقلد تھا۔

کن کی اطاعت ممنوع ہے

ان اللہ لعن الکٰفرین واعد لھم سعیراً خالدین فیھا ابداً لا یجزون ولیاً و لا نصیراً ، یو م تقلب وجوھھم فی النار. یقولون یلیتنا اطعنا سادتنا و کبراء نا فا ضلونا السبیلا. ۳۳. ۶۴ تا ۶۸ .

اقسام الناس۔

قرآن نے لوگوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔

لوگوں کی قسم اول۔

ایک وہ جن کو کبھی **اھل ذکر** فرمایا کبھی **او لوا الالباب** فرمایا اور کبھی **اولوا الابصار** فرمایا، کبھی فقھاء اور کبھی **اھل استنباط** فرمایا اور کبھی **راسخون فی العلم** کا لقب ان کو دیا۔ اور فرمایا **فاعتبروا یا اولی الابصار**. اے بصیرت والو تم قیاس کیا کرو۔ علامہ سیوطی نے الاقلیل میں عبرت کا معنی قیاس تحریر فرمایا ہے۔ **الاعتبار ھو القیاس**. صحیح بخاری کے حاشیہ پر بھی یہ ہی لکھا ہے۔ **باب من شبّہ**. تو ان حضرات کو جس طرح نماز روزہ کا حکم ہے اسی طرح ان کو اعتبار (قیاس) کرنے کا بھی حکم ہے۔ نورالانوار میں قیاس کی دلیل **فاعتبروا یا اولی الابصار** ذکر فرمائی ہے۔

لوگوں کی قسم ثانی۔

دوسرے وہ لوگ ہیں جو خود قیاس نہیں کرسکتے ان کو حکم دیا

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون

رسول اور اولی الامر کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا، ان ہی لوگوں کو مقلدین کہا جاتا ہے۔

قسم ثالث۔

تیسرے وہ لوگ ہیں جو نہ خود اجتہاد کی اہلیت رکھتے ہیں اور نہ ہی تقلید کرتے ہیں، ان کے بارہ میں یہ فرمایا کہ

صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون.

اولٰئک کالانعام بل ھم اضل.

حکم کے بارہ میں قرآن پاک میں مختلف درجے ہیں۔

اسی طرح قرآن پاک میں حکم کے بارے میں مختلف درجے ہیں۔ **ان الحکم الاّ للّٰہ** ۔اس سے کتاب اللہ مراد ہے۔ **فلا وربک لا یؤمنون ...... الخ.** یہاں سے سنت مراد ہے۔ **انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدیً وّ نور ...... والربانیون.** بخاری شریف ص ١٦۔ پرابن عباس سے مروی ہے **الربانی ھو الفقیہ.** اگر جمیع ربانیین کا اتفاق ہوجائے تو اس کو اجماع کہتے ہیں، اور اگر الگ الگ رائے ہو تو اس کو قیاس کہتے ہیں۔ اسی طرح حدیث میں آیا ہے **العلم ثلاثۃٌ.** مشکوٰۃ، ترمذی، ابن ماجہ، وغیرہ میں ہے **آیۃٌ محکمۃٌ ، سنۃٌ قائمۃٌ وفریضۃٌ عادلۃٌ.** فریضہ عادلہ مجتہدین کے فتاوٰی ہیں اگر اتفاق ہوجائے تو اجماع ورنہ قیاس۔

اقسام المسائل

کتاب وسنت کامل ہے اس میں تمام مسائل کا حل موجود ہے لیکن بعض مسائل تنصیصاً ہیں یعنی نص سے ثابت ہیں عبارت اور ترجمہ میں مذکور ہیں اور اکثر مسائل تعلیلاً ہیں۔ یعنی عبارت

اور ترجمہ میں مذکور نہیں ہیں۔ اب ان علتوں کا استخراج ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ جو علت استخراج کر سکتا ہے اس کو مجتہد کہتے ہیں اور اس علت سے جو مسائل نکلیں ان پر عمل کرنے سے مقلد بن جاتا ہے۔

ہم منصوص مسائل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے محتاج ہیں اور تابعدار ہیں۔ اور اجتہادی مسائل میں جو علتوں کے استنباط سے ظاہر ہوں ان میں مجتہدین کی تقلید کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ مسائل کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) منصوص (۲) مجتہد فیہ۔

منصوص میں رسول ﷺ کی طرف رجوع ہے اس لئے ہم سنّی کہلاتے ہیں اور مجتہد فیہ مسائل میں ہم اہل اجتہاد کی طرف رجوع کرتے ہیں اس لئے ان مسائل میں ہم حنفی کہلاتے ہیں۔ منصوص مسائل میں رجوع نبیوں کی طرف ہے اور مجتہد فیہ میں ربانیین کی طرف۔ قرآن پاک نے لوگوں کی تقسیم فرمادی کچھ فقہاء ہیں اور کچھ غیر فقہاء ہیں۔ قرآن وسنت کے سمجھنے میں فقیہ کا فہم حجت ہے سفیہ یعنی غیر مقلد کا فہم حجت نہیں ہے۔ انہیں فقہاء کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔

یحیٰ بن معین دس لاکھ احادیث کے حافظ تھے اور حنفی تھے غیر مقلد نہیں تھے امام محمد کے شاگرد تھے، اور امام بخاری کے استاد تھے۔ غیر مقلد ایسے بے غیرت ہیں کہ بخاری، بخاری تو کہتے ہیں لیکن بخاری کے استاد کو نہیں مانتے جو اپنے دادا کو نہ مانے وہ حرام زادہ ہوتا ہے۔

فلولا نفر من کل فرقة

سورۃ توبہ بڑی سورتوں میں سے ہے، قرآن کے نزول کے اعتبار سے بڑی سورۃ اور آخری سورۃ ہے۔ اب قرآن پاک کی تکمیل ہو رہی ہے صحابہ کرامؓ حضرت ﷺ سے قرآن سمجھ رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو لوگ حضرت ﷺ سے دور رہتے ہیں یا حضرت ﷺ کے بعد قیامت تک آئیں گے ان کو کتاب وسنت کون سمجھائے گا۔ اس بارہ میں یہ

آیت نازل ہوئی کہ کتاب وسنت میں فہم فقیہ حجت ہے۔زیادہ سے زیادہ یہی شبہ ہوسکتا ہے کہ فقیہ کتنا بھی بڑا ہو جائے مگر وہ معصوم تو نہیں ہوسکتا،اس کا جواب بھی ارشاد فرما دیا گیا۔کہ مجتہد ثواب کو پہنچے تو دو اجر اور اگر خطا بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ مطعون نہیں ہوتا بلکہ ماٗ جور ہی ہوتا ہے۔اور اسے ایک اجر ملتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو بہت سی صفات سے نوازا لیکن بنیادی صفات دو ہی تھیں، باقی سب صفات ان کے پھل اور پھول تھے بنیادی صفت بشیر و نذیر ہونا ہی ہے۔اب نبوت تو ختم ہو چکی لیکن صفت نذیر میں نبیوں کے وارث فقہاء ہیں جس کا ذکر **لینذروا قوماً** میں آیا ہے۔

ارشاد سرخسیؒ۔

علامہ سرخسیؒ فرماتے ہیں۔

الحمدللہ الذی جعل ولایۃ الانزال للفقهاء بعد الانبیاء.

اور فقہاء ذرہ ذرہ بات سے ڈراتے ہیں کہ یہ حرام ہے یہ واجب ہے اس کا ترک فرض کا ترک ہے۔

اور صفت بشیر میں انبیاء کے وارث صوفیاء کرام ہیں۔سورۃ یونس میں ارشاد باری تعالٰی ہے۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون. الذین آمنوا و کانوا یتقون لهم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا وفی الأخرۃ. .... ألأخ.

اور حضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ نبوت میں سے اب کچھ بھی نہیں بچا سوائے مبشرات کے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت اللہ کے نبی ﷺ کی مکمل وارث جماعت ہے۔کیونکہ چاروں فقہی مذاہب بھی اہل سنت والجماعت ہیں اور چاروں تصوف کے سلسلے بھی

اہل سنت والجماعت ہیں۔

اسلاف نے دین کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔ **تعمیل الظاہر والباطن** ظاہر کی تعمیل فقہی احکام سے ہوتی ہے اور باطن کی تعمیر صوفیاء کی جوتیاں سیدھا کرنے سے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ ہمیں تو ایک علم صحیح کی ضرورت ہے دوسرے یہ کہ اس پر عمل کرنے کی ہمت قوی ہو۔ علم صحیح فقہاء سے ملتا ہے، اور ہمت قوی اللہ والوں کے تعلق سے حاصل ہوتی ہے۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ غیر مقلد پورے دین کے دشمن ہیں کیونکہ ان کے دو ہی کام ہیں یا فقہاء کو بھونکنا، یا صوفیاء کو۔ اس آیت کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ تھے کہ جن کی مادری زبان عربی تھی انہیں حکم دیا جارہا ہے کہ ہر فرقے اور ہر قوم میں ایک یا چند فقیہ بنیں اور پھر وہ اپنی ساری قوم کو اللہ تعالیٰ کے احکام سے ڈرائیں۔ اور خدا اور رسول کی نافرمانی سے بچائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقہ قرآن وحدیث کے ترجمہ کو نہیں کہتے کیونکہ سب صحابہؓ قرآن وحدیث کے الفاظ سن کر اس کا مطلب ہم سے زیادہ اچھا سمجھ لیتے تھے۔ اس لئے فقہ خاص گہرائی کا نام ہے کہ کتاب وسنت کی تہہ سے مسائل کا استنباط کرے۔

فقیہ کون ہوسکتا ہے

فقیہ کس کو مانا جائے گا؟۔ اس میں معیار ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسے ہم کسی کو ڈاکٹر مانتے ہیں جس کو اہل فن ڈاکٹر مانیں۔ رستم کو پہلوانوں کا امام اس لئے مانتے ہیں کہ پہلوان اس کو اپنا بڑا مانتے ہیں۔ امام بخاریؒ کو ہم بہت بڑا محدث اس لئے مانتے ہیں کہ اہل فن محدثین نے ان کی بڑائی کو تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح ہم آئمہ اربعہ کو مجتہد اور فقیہ مانتے ہیں کیونکہ اہل فن فقہاء ان کی فقہی برتری کے قائل ہیں۔ یہ نہیں کہ چند نا اہل مودودی کو مجتہد مان لیں کہ یہی کہا جائے گا۔

که عیسیٰ نتواں گشت
به تصدیق خبرے چند

معلوم ہوا کہ عربی دان بھی فقیہ نہیں ہوتا، فقاہت کے لئے خاص علمی گہرائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

پھر اس آیت کریمہ میں اپنی قوم کے فقیہ کی تابعداری کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ وہ فقیہ اس قوم میں رہتا ہے۔ اس کا تقوٰی طہارت، اس کی علمی گہرائی اور علمی جدوجہد کا سب لوگ سالہا سال سے مشاہدہ کرتے آرہے ہیں۔ اس سے جو عظمت ان کے دل میں آتی ہے وہ صرف سنی سنائی باتوں سے ختم نہیں ہوتی یہی اعتماد تقلید کی بنیاد ہے۔

دوسرا پہلو بھی قابل غور ہے کہ جب قوم کا مفتی فتوٰی دے گا اور پوری قوم اس پر عمل شروع کردے گی تو وہ فتوٰی علمی اور عملی طور پر متواتر ہو جائے گا۔ اور قوم کو پورا یقین ہوگا کہ یہی مفتی صاحب کا فتوٰی ہے اور یہی ان کا مقصود تھا۔ اگر دوسرے علاقے کے مفتی کا فتوٰی آئے گا تو اس میں پہلے لانے والا راوی زیر بحث آئے گا کہ قابل اعتماد ہے یا نہیں اور اس کے بعد بھی وہ درجۂ ظن میں رہے گا نہ کہ درجہ یقین میں۔

اس لئے چاروں آئمہ کی عظمت تواتر کے ساتھ سب کے دلوں میں موجود ہے لیکن تقلید اس کی کی جائے گی جس کا مذہب عملاً وہاں متواتر ہے۔ جس طرح ہم عقیدتاً ساتوں قرائتوں کو صحیح مانیں گے لیکن تلاوت صرف اس کی کریں گے جو ہمارے ہاں تلاوۃً متواتر ہوگی۔

مثال

اس لئے مفتی اس کو مانیں گے جس کو اہل علم مفتی تسلیم کریں گے۔ جیسے ایک بادشاہ ایک حجام پر غصے ہوا کہ اس کی داڑھی نہیں مونڈی گئی باشاہ سو گیا اور حجام ڈر رہا تھا کہ قتل کر دے گا تو حجام نے حالت نوم میں ہی بادشاہ کی داڑھی مونڈ لی اور بادشاہ کو پتا بھی نہ چلا جب سو کر اٹھا اور حجام کو بلایا اور کہا کہ تو نے میری داڑھی کیوں نہیں مونڈی، تو حجام نے کہا بادشاہ سلامت داڑھی مونڈ دی ہے بادشاہ نے آئینہ اٹھایا اور چہرہ دیکھا تو واقعۃً حجام سچ کہہ رہا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا کس وقت مونڈی؟۔ حجام نے جواب دیا کہ جب آپ آرام کر رہے تھے۔ تو حجام کے

اس کارنامے پر بادشاہ نے اس کو استاد کا لقب دیا۔ جب حجام جمع ہو کر اس حجام کی بیوی کو مبارک باد دینے گئے کہ بادشاہ نے آپ کے خاوند کو استاد کا لقب دیا ہے، تو بیوی نے کہا کہ مبارک اس وقت ہوگی جب آپ کاریگر اس کی تعریف کریں اور استاد مانیں۔ بادشاہ کے لقب دینے سے کیا ؟۔ اس کو تو فن کا کوئی پتا ہی نہیں۔ یہ غیر مقلد ہر ایرے غیرے کو فقیہ مان لیتے ہیں حالانکہ فقیہ وہ ہوتا ہے جس کو اہل فقاہت فقیہ تسلیم کریں۔ مذکورہ بالا مثال کے پیش نظر غیر مقلدین کے پاس حجام کی بیوی جتنی بھی عقل نہیں ہے۔

لطیفہ

ایک غیر مقلد نے کہا کہ امام صاحب کو سترہ احادیث یاد تھیں تو زمیندار نے جواب دیا کہ شکر کرو اگر سترہ یاد تھیں تو پندھرویں صدی میں آ کر نکلے ہو اگر اٹھارہ یاد ہوتیں تو قیامت تک نہ نکل سکتے۔

غیر مقلدین سے چند سوالات

(۱) اس طرح ان سے سوال کریں کہ یہ عام غیر مقلد قرآن کی تلاوت میں یا اذکار نماز میں جو کچھ پڑھتے ہیں ان پر اعراب کی دلیل ان کو یاد ہے؟۔ اگر نہیں تو کیا یہ جائز ہے؟۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی ایک ایک زبر بھی بغیر دلیل کے نہیں ہے لیکن بادلیل باتوں پر بلا مطالبہ دلیل عمل کر لیا جائے بلکہ جتنا فرض ہے وہ فرض ہے، جتنا واجب ہے وہ واجب ہے، جتنا سنت ہے وہ سنت ہے۔

(۲) کیا آئمہ اربعہ کو تم منیب الی اللہ مانتے ہو یا بے علم، بے عقل ، بے ہدایتے ؟۔

(۳) کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ مشرکین اپنے آباء کی تقلید شخصی کرتے تھے۔ ہر گز نہیں۔ بلکہ غیر مقلدین کی طرح تقلید غیر شخصی کرتے تھے۔ اگر وہ تقلید شخصی کرتے تو ان کی نسبتیں کیا ہیں۔ قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

(۴) آپ بھی ایک آیت یا حدیث پیش کریں کہ اجماع کو ماننے والا دوزخی ہے اور

اجماع کا منکر اہل حدیث ہے۔

(۵) کیا آپ مشرکین کے آباء کو مجتہدین مانتے ہیں؟۔اگر مانتے ہیں تو ان کی فقہ اور اصول فقہ کے نام بتائیں۔

(۶) مشرکین عقائد کفریہ میں اپنے آباء کی تقلید کرتے تھے یا مسائل اجتہادیہ میں؟۔کیا آپ مانتے ہیں کہ کشرکین کے آباء کو بھی خطاء پر ایک اجر ملتا تھا؟۔

انتباہ

یاد رہے کہ ہم نہ آئمہ اربعہ کو خدا مانتے ہیں نہ رسول البتہ وہ **واسطہ فی البیان** یا **واسطہ فی التفہیم** ہیں، وہ اللہ اور رسول ﷺ کی بات ہم کو سمجھاتے ہیں ہم ان کو شارع نہیں مانتے بلکہ شارح مانتے ہیں۔

جیسے **فاقرؤ** میں قرآن پڑھنے کا حکم ہے تو ہم اس قرأت پر تلاوت کریں گے جس کی تلاوت یہاں متواتر ہوگی اسی طرح منیب کی اتباع کا حکم ہے۔تو جس مجتہد کی فقہ یہاں متواتر ہوگی ہم اس کی تقلید کریں گے۔

تقلید شخصی

واتبع ملة ابراهيم حنيفاً

(ال عمران آیت نمبر ۱۲۵)

تقلید شخصی میں بھی انسان یک رخ ہو جاتا ہے جبکہ غیر شخصی میں **ذو الوجهين** اور **کالشاة العائره بين الغنمين** ہوتا ہے۔

نوٹ

غیر مقلدین ایک دھوکہ دیا کرتے ہیں کہ اتباع کہتے ہیں با دلیل بات ماننے کو اور تقلید کہتے ہیں بے دلیل بات ماننے کو۔ان کی یہ بات قرآن کے خلاف ہے۔ **فاتبعوا امر فرعون**

(ھود آیت ۹۷) یتبعون الشھوات. بل نتبع ما وجدنا علیه آباء نا. خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن پاک میں ان لوگوں کی تقلید سے روکا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹکاتے ہیں اور ان لوگوں کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ بتلاتے ہیں۔

آیات اطاعت

(۱) ان اللہ لعن الکٰفرین واعدلھم سعیراً خٰلدین فیھا ابداً لا یجدون ولیاً ولا نصیراً یوم تقلب وجوھھم فی النار یقولون یا لیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسولا وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبرائنا فاضلّونا السبیلا.

(الاحزاب آیت ۹۸ تک)

(۲) یا یھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول.

(نساء آیت ۵۹)

(۳) ولو ردوہ الی الرسول والٰی اولی الامر منھم لعلمه الذین یستنبطونه منھم (آیت ۸۳)

اللہ تعالیٰ نے اجتہاد اور فقہ کو استنباط فرمایا ہے اس سے ایک تو یہ بات معلوم ہوگئی کہ جس طرح انسانی زندگی کے لئے پانی ضروری ہے اتنی ہی اسلامی زندگی کے لئے فقہ ضروری ہے دوسری یہ بات سمجھا دی کہ اگر ایک آدمی کنواں بناتا ہے تو پانی کنویں سے ظاہر ہوا ہے تو

یہ مستری اس پانی کا خالق نہیں ہے بلکہ مظہر ہے۔ اسی طرح مجتہد کتاب وسنت کے پوشیدہ مسائل کو ظاہر کرتا ہے اس لئے اس کا اعلان ہوتا ہے کہ القیاس مظھر لا مثبت. اس لئے غیر مقلدین کا جھوٹ بولنا کہ فقہ اماموں کی بنائی ہوئی ہے، خودساختہ ہے ایسے ہی جھوٹ ہے جیسے کوئی کہے کہ کنویں کا پانی مستری کا پیدا کیا ہوا ہے۔ جیسے ہر شخص کا یہ یقین ہے کہ کنویں سے جو

پانی آرہا ہے اس کے ایک ایک قطرہ کا خالق اللہ تعالٰی ہے اس لئے ہم پانی پی کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں نہ کہ جس نے کنواں بنایا ہے۔اب کوئی یہ کہے کہ پانی کنویں سے لینا تو جائز ہے لیکن ساری عمر ایک ہی کنویں سے لینا شرک ہے۔تو ظاہر ہے کہ ہر آدمی اس کنویں کا پانی استعمال کرتا ہے جو اس کے علاقہ میں ہے۔تو جس طرح ایک ہی کنویں سے ساری زندگی پانی استعمال کرنا تقلید شخصی کی مثال ہے جو کہ کسی کے ہاں بھی نہ شرک ہے نہ حرام ہے۔تو کنواں لگانے والا جس طرح خدا کے پیدا کئے ہوئے پانی کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح مجتہد بھی خدا کے حکم کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ مجتہد کا اعلان ہوتا ہے کہ القیاس مظہر لا مثبت۔تو جس طرح یہ کہنا حماقت ہے کہ فلاں شخص خدا کے پانی کو چھوڑ کر کنویں کے پانی سے وضو کرتا ہے اسی طرح یہ بھی حماقت ہے کہ فلاں نبی کو چھوڑ کر ابوحنیفہ کی فقہ پر عمل کرتا ہے۔

اولی الامر ہر حاکم کو کہتے ہیں یہاں مجتہد کو اولی الامر کہا گیا ہے تا کہ لوگ پہچان لیں کہ ان کی تابعداری کرنے والے رعایا ہیں اور تابعداری سے نکلنے والے باغی ہیں۔جس طرح آدمی اپنے علاقہ کے کنویں کا پانی استعمال کرتا ہے، اپنے علاقے کے حاکم کی پیروی کرتا ہے، اسی طرح جس علاقے میں جس مجتہد کا مذہب متواتر ہوگا وہ ہی گویا اس علاقہ کا اولی الامر ہوگا۔اس کے مقلدین رعایا ہیں اور غیر مقلدین باغی ہیں۔

مغالطہ

غیر مقلدین یہ مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ حنفی کہتے ہیں کہ مجتہد کے سوا کوئی کتاب وسنت کو نہیں سمجھ سکتا حالانکہ حنفیوں نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ہمارے ہاں مجتہد اور غیر مجتہد میں مابہ الامتیاز قوت اجتہاد یہ ہے کہ مجتہد کتاب وسنت سے پہلے علت تلاش کریگا اور پھر اس علت کا انطباق جزئیات پر کرے گا۔

تاریخ تقلید

تقلید اسلام میں پہلے دن سے ہی جاری ہے آپ ﷺ کے مبارک زمانہ میں فروعی مسائل

کے حل کے لئے تین طریقے ہوتے تھے۔

(۱) ذات اقدس ﷺ کہ جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ براہ راست آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھتے تھے۔

(۲) اجتہاد۔ جو لوگ آپ ﷺ سے دور رہتے تھے ان کے سامنے جب کوئی نیا مسئلہ پیش آتا تھا اگر وہ مجتہد ہوتے تھے تو اجتہاد کرتے تھے، جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن میں اجتہاد کیا۔

(۳) اگر وہ غیر مجتہد ہوتے تو اپنے علاقے کے مجتہد کی تقلید شخصی کرتے تھے جیسے اہل یمن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تقلید شخصی کرتے رہے۔

اور حضرت نبی پاک ﷺ کی وفات کے بعد پہلا طریقہ ختم ہو گیا اب دو ہی طریقے رہے مجتہدین اجتہاد کرتے تھے اور غیر مجتہدین اپنے علاقہ کے مجتہدین کی تقلید شخصی کرتے تھے۔ جب خیر القرون میں چاروں مذاہب مدون ہو گئے تو خیر القرون کے ختم ہونے پر علماء نے اجتہاد کے خاتمے کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق اب جھوٹ کا غلبہ ہونے لگا۔ تو یہ خطرہ تھا کہ جھوٹے مجتہد پیدا ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک علاقے میں مستقل فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے علماء نے اتفاق کیا کہ اب اگر اجتہاد کی اجازت رہی تو نا اہل لوگوں کے اجتہادات امت کے لئے دردسر بن جائیں گے۔ کیونکہ مذاہب مکمل طور پر مدون موجود ہیں۔ اس لئے اب ان ہی میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کی جائے گی۔ اب صرف تقلید ہی باقی رہ گئی۔ غیر مقلدین کا ہر مولوی جھوٹ بولتا ہے کہ تقلید خیر القرون سے شروع ہوئی اس لئے یہ بدعت ہے۔

حالانکہ یہ شروع نہیں ہوئی باقی رہی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے دور نبوی میں جب سات لغات پر قرآن کی تلاوت ہوتی تھی اس وقت بھی لغت قریش پر تلاوت ہوتی تھی اسی طرح حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے ابتدائی دور میں سات لغات پر تلاوت رہی اور ان میں لغت قریش یقیناً شامل تھی دور عثمانی میں سب کا اس پر اجماع ہو گیا کہ

سات لغات پر اب تلاوت کا باقی رہنا اب امت میں باعث فتنہ بن رہا ہے اور فتنہ کو شریعت پسند بالکل ہی نہیں کرتی اس لئے اب صرف لغت قریش پر تلاوت باقی رہے گی۔ اس بات کو یوں بیان کرنا کہ لغت قریش پر تلاوت دور نبوی اور شیخین کے دور میں نہیں ہوتی تھی بلکہ دور عثمانی میں شروع ہوئی۔ جیسے یہ ایک جھوٹ ہے اسی طرح یہ کہنا کہ خیر القرون میں تقلید نہیں تھی خیر القرون کے بعد شروع ہوئی اس لئے بدعت ہے یہ بھی جھوٹ ہے۔ اتنا بڑا جھوٹ ہے شاید مرزا قادیانی نے بھی اتنا بڑا جھوٹ نہ بولا ہو۔

غیر مقلدین کی طرف سے تقلید کے متعلق پچاس سوالات اور ان کے جوابات

تمہید

دور نبوی سے لے کر آخر خیر القرون تک اہل سنت والجماعت میں سے مجتہدین اجتہاد کرتے تھے اور غیر مجتہدین ان کی تقلید کرتے تھے۔ صحابہ تابعین اور تبع تابعین میں سے ایک نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جو نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ تقلیداً کتاب وسنت پر عمل کرتا ہو اور اپنے آپ کو غیر مقلد یا اہل حدیث کہلاتا ہو۔ حنفی فی حوالہ سو روپیہ انعام دیں گے۔ خیر القرون کے بعد اجتہاد کی ضرورت باقی نہ رہی اس لئے سب اہل سنت والجماعت آئمہ اربعہ میں سے کسی کی تقلید کرتے تھے اس لئے چار ہی قسم کی کتابیں ملتی ہیں طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ۔

جس طرح ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے طبقات مرزائیہ نامی کتاب کا ذکر نہیں ملتا کیونکہ مرزائیوں کا وجود ہی نہ تھا اسی طرح طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث یا مؤرخ کی لکھی ہوئی ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے کہیں نہیں پائی گئی۔ کیونکہ غیر مقلد فرقہ کہیں موجود نہ تھا۔

نوٹ

تقلید کی تعریف میں الدلیل کا لفظ آتا ہے اس سے وہ خاص دلیل تفصیلی مراد

ہوتی ہے جو بوقت اجتہاد مجتہد کے پیش نظر تھی اور دلیل تفصیلی اسے کہتے ہیں جو منع اور نقص سے سالم ہو۔

سوال نمبر ۱۔

تقلید سے کیا مراد ہے؟۔

جواب۔

مجتہد نے جو مسئلہ قرآن وسنت سے نکالا اس سے خاص دلیل تفصیلی کا مطالبہ کئے بغیر اس با دلیل مسئلہ کو بلا مطالبہ دلیل تسلیم کر لینا اور مجتہد کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

سوال نمبر ۲۔

کیا تقلید شخصی اصطلاحی آنحضرت ﷺ کے، آپ ﷺ کے صحابہ ؓ یا تابعین کے زمانہ میں تھی؟۔

جواب۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی پورے یمن میں تقلید شخصی ہوتی تھی۔ صحابہ تابعین وتبع تابعین کے دور میں سب لوگ اپنے شہر کے مجتہد و مفتی کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

سوال نمبر ۳۔

جو کام ان تینوں زمانوں میں نہ ہوا ہو اگر اسے بعد والے دینی امر سمجھ کر کریں تو آیت **الیوم اکملت لکم دینکم ...... الخ.** جو قرآن میں ہے وہ بتلاتی ہے کہ دین اللہ ہر طرح کامل ہو گیا پھر آئمہ دین کی رائے، قیاس کو بھی دین میں داخل کرنا اس آیت کے خلاف تو نہیں اور یہ اصطلاح شرع بدعت کیوں نہیں۔

جواب۔

صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں غیر مقلدیت کا نام ونشان تک نہ تھا اس لئے غیر مقلدین کے بدعتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سوال نمبر۴۔

چاروں اماموں نے یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ، اور امام مالکؒ نے بھی اس تقلید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟۔ اگر فرمایا ہے تو کیا؟۔ ہم نے تو سنا ہے کہ چاروں امام تقلید کو حرام فرمایا کرتے تھے۔

جواب۔

آئمہ اربعہ سے جو متون متواتر ہیں ان میں صرف مسائل ہیں دلائل نہیں تو بلا ذکر دلائل کو جمع کروانا اور اس پر متواتر عمل ہونا یہ آئمہ اربعہ سے جواز تقلید کا متواتر ثبوت ہے۔

؎ ہر کہ شک آرد، کافر گردد

البتہ انہوں نے مجتہدین کو یہی فرمایا ہے کہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے، تقلید حرام ہے اس حکم کو عوام پر چسپاں کرنا **یحرفون الکلم عن مواضعه** کی بدترین مثال ہے۔

سوال نمبر۵۔

شامی شریف جو حنفی مذہب کی معتبر ترین کتاب ہے سنا ہے کہ اس میں یہ مذکور ہے کہ چاروں اماموں نے اپنا مذہب قرآن وحدیث بنایا ہے پس قرآن وحدیث پر عمل کرنا ان کی تابعداری کرنا یا قرآن وحدیث چھوڑ کر ان کے اقوال کو ماننا ان کی تقلید کرنا ہے۔

جواب۔

فقہ کے اصول بالاتفاق چار ہیں کتاب، سنت، اجماع، قیاس۔ مجتہد بھی ان چاروں سے مسائل لیتا ہے اور مقلد انہی مسائل پر عمل کرتا ہے جو مجتہد نے ان چاروں دلائل میں سے کسی دلیل سے لئے ہوں اس لئے جس طرح کامل اجتہاد کی بنیاد چار دلیلیں ہیں اسی طرح کامل تقلید یہی ہے

کہ مجتہد کی راہنمائی میں کتاب وسنت اجماع وقیاس پر عمل کیا جائے۔

سوال نمبر ۶۔

چاروں اماموں سے پہلے بھی یہ تقلید جاری تھی یا نہیں؟۔اور تھی تو کس کی؟۔

جواب۔

چاروں اماموں سے پہلے بھی ہر قوم اپنے فقیہ کی تقلید کرتی تھی۔

لیتفقهوا فی الدین ولینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون.

(سورۃ التوبۃ)

سوال نمبر ۷۔

اگر چاروں اماموں سے پہلے بھی تقلید جاری تھی تو کس امام کی تقلید جاری تھی؟۔اور اس وقت اس امام کی تقلید فرض واجب یا مباح تھی یا نہیں؟۔اگر تھی تو کیوں؟۔اور نہیں تھی تو کیوں؟۔ اور پھر منسوخ کیوں ہوئی؟۔

جواب۔

چاروں اماموں سے پہلے اپنے علاقہ یا قوم کے مجتہد کی تقلید ہوتی تھی **لعلمه الذین یستنبطونه منهم.** اور وہ واجب تھی۔لیکن چونکہ ان کے مذاہب مدون نہ ہوئے اور نہ عمل متواتر ہوا اس لئے ان کی وفات کے بعد ان کا مذہب مٹ گیا اور تقلید ختم ہوگئی۔جیسے مسجد کے امام کی وفات کے بعد اقتدا ختم ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر ۸۔

چاروں اماموں سے پہلے جس امام کی تقلید جاری تھی اس امام کا نام کیا ہے؟۔اور اب بھی اس امام کی تقلید فرض واجب یا مباح ہے یا نہیں؟۔اگر نہیں تو کیوں؟۔کب منع ہوئی؟۔کس نے منع کی؟۔اور پھر کس نے اس منصب پر آئمہ اربعہ کو پہنچایا؟۔

جواب۔

آئمہ اربعہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اوران کے بعد حضرت عطاءؒ کی تقلید ہوتی تھی۔ مدینہ منورہ میں اپنی اپنی خلافت میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنھم اورزید بن ثابتؓ اوران کے بعد فقہاء سبعہ کی تقلید ہوتی تھی۔کوفہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی ان کے بعد حضرت علیؓ کی اور پھر ابراھیم نخعی کی تقلید ہوتی تھی، بصرہ میں حضرت حسن بصریؒ کی۔ان کے مذاہب چونکہ مدون نہ ہو سکے تھے اس لئے ان کے جو مسائل عملاً متواتر تھے ان کو آئمہ اربعہ نے اپنی فقہ میں لے لیا اور جو ان سے شاذ اقوال مروی تھے ان کو ترک کر دیا۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے صحابہ ﷺ کے زمانہ میں بہت قاری تھے مگر انہوں نے اپنی قرأت کو مکمل طور پر مدون نہ فرمایا۔ پھر سات قراء نے صحابہ ﷺ کی متواتر قرأتوں کو مدوّن کر لیا شاذ قرأتوں کو ترک کر دیا۔اب ان سات قرأتوں میں تلاوت کرنے میں صحابہ ﷺ کی متواتر قرأتوں پر عمل ہو رہا ہے البتہ ان سات قرأتوں کے علاوہ کوئی شاذ قرأت صحابہ ﷺ کی طرف منسوب ہو تو اس کی تلاوت جائز نہیں کیونکہ متواتر کے خلاف **شاذ واجب الترک** ہے۔اسی طرح صحابہ کرام ﷺ کے فقہی مسائل پر آئمہ اربعہ کی تقلید میں عمل ہو رہا ہے ان متواترات کے خلاف اگر کوئی شاذ قول کسی مجتہد، صحابی یا تابعی کی طرف منسوب ہو تو اس پر عمل جائز نہیں ہے۔ کیونکہ متواتر کے خلاف شاذ واجب الترک ہے۔

سوال نمبر۹۔

اجماع کی تعریف کیا ہے؟۔اور اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے؟۔تقلید شخصی اصطلاحی پر کیا اجماع ہوا ہے؟۔اگر ہوا ہے تو کب؟، کہاں، اور کن کا؟۔

جواب۔

ہم عصر مجتہدین کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔اور اس پر متواتر عمل

ہونے سے اس کا متواتر ثبوت ہوتا ہے۔ جیسے اہل فن نے اجماع کرلیا کہ **کل فاعل مرفوع** اور سب جگہ اہل فن فاعل پر رفع پڑھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات اہل فن کے ہاں اجماعی ہے اسی طرح خیر القرون کے بعد ہر جگہ کسی نہ کسی جگہ امام کی تقلید شخصی پر تواتر سے عمل جاری رہا ہے یہی اس کے اجماع ہونے پر قوی دلیل ہے۔ یاد رہے کہ دور نبوی میں شرعی احکام معلوم کرنے کے تین طریقے تھے۔

(۱) ذات اقدس ﷺ۔ جو لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے وہ ہر پیش آمدہ مسئلہ حضرت ﷺ سے دریافت کرتے تھے۔

(۲) جو لوگ حضرت ﷺ سے دور ہوتے تھے وہ اگر مجتہد ہوتے تھے تو وہ اجتہاد کرتے تھے جیسے اہل یمن حضرت معاذ بن جبل ؓ کی تقلید کرتے تھے۔

(۳) حضرت پاک ﷺ کی وفات کے بعد دو طریقے رہ گئے مجتہدین اجتہاد کرتے اور جو مجتہد نہ ہوتے تھے وہ مجتہد کی تقلید کرتے تھے۔

خیر القرون کے بعد اجتہاد کی ضرورت بھی باقی نہ رہی اس لئے وہ ختم ہوگیا۔ اب صرف تقلید باقی رہ گئی ہے۔

یہ تقلید شروع تو پہلے دن سے ہی ہے لیکن خیر القرون میں کچھ مجتہدین ہوتے تھے جب صرف اور صرف مقلدین باقی رہ گئے تو اس اجماع میں عملاً تمام محدثین، مفسرین، فقہاء اور سلاطین شامل ہیں۔ (یہ تفصیل مقدمہ ابن خلدون میں ہے)۔ جیسے کتب طبقات سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

غیر مقلدین سے ہمارا سوال

کہ صرف قرآن وحدیث سے جواب دیں کہ اجماع کی کیا تعریف ہے؟۔ اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے؟۔ اور بخاری کے **اصح الکتب بعد کتاب اللہ** ہونے پر اجماع کب ہوا اور کہاں، اور کن کا ہوا؟۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

سوال نمبر ۱۰۔

مجتہد کس کو کہتے ہیں؟۔ ہر مجتہد کی تقلید فرض ہوتی ہے؟ چودہ سو سالوں میں اسلام میں مجتہد کیا صرف چار ہوئے ہیں۔ صحابہ وتابعین تو شاید اجتہاد کے درجہ سے محروم ہی رہے ہوں گے۔ پھر ان چاروں آئمہ میں سے ایک کی تقلید کس بنیاد پر ہے۔

جواب۔

اسے کہتے ہیں کہ جو قواعد حساب کا موجد ہو اسی طرح جو کتاب وسنت سے مسائل کا استنباط کر سکے اس کو مجتہد کہتے ہیں۔ جیسے صحابہ کرام ؓ میں بہت سے قاری ہوئے لیکن انہوں نے اپنی قرأتوں کو مدون نہ فرمایا البتہ سات قاریوں نے انہی کی قرأتوں کو مدون کرلیا۔ اسی طرح آئمہ اربعہ سے پہلے صحابہ تابعین سے پہلے بہت سے مجتہد گزرے ہیں لیکن انہوں نے اپنے مذہب کو مکمل طور پر مرتب نہ کروایا البتہ آئمہ اربعہ نے ان کے متواتر احکام کو مرتب کیا۔ اسی طرح سات قرأتوں میں سے کسی قرأت پر قرآن پڑھنا صحابہ والا قرآن اور نبی ﷺ والا قرآن ہی ہے۔ اسی طرح چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید کرنا بھی نبی ﷺ کی سنت اور صحابہ ؓ کے طریقہ پر عمل کرنا ہے۔ ہاں ان چاروں میں سے جس امام کا مذہب درساً اور عملاً متواتر ہوگا اس کی تقلید کی جائے گی۔ جس طرح سات قاریوں میں سے جس قاری کی قرأت ہمارے ملک میں تلاوۃً متواتر ہوگی اس پر تلاوت کی جائے گی۔

سوال نمبر ۱۱۔

چاروں مذکورہ بالا اماموں میں سے فلاں ایک کے مسائل سچے ہیں اس کا علم مقلد کو کیسے ہوگا۔

جواب۔

جس امام کا مذہب جس علاقہ میں متواتر ہوگا اس پر مقلد حدیث رسول ﷺ کے مطابق اس عقیدہ سے عمل کرے گا کہ مجتہد صواب کو بھی اور خطا کو بھی پہنچتا ہے اس لئے مجتہد کا عمل یقیناً مقبول ہے۔ جیسے تحری والے کی نماز یقیناً مقبول ہے۔ اور ایک اجر کا پکا یقین ہے کیونکہ مجتہد خطا پر بھی ماجور ہے۔ اور دوسرے اجر کی مجتہد اور مقلد کو خدا کی رحمت واسعہ سے امید ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلد کا عمل جو محض اس کی خود رائی پر مبنی ہے وہ کسی دلیل شرعی سے ثابت ہے وہ یقیناً مردود ہے اور اس پر گناہ لازم ہے۔ اور وہ نیکی برباد اور گناہ لازم کا مستحق ہے۔

سوال نمبر ۱۲۔

ان چاروں اماموں کی تعلیم بذریعہ وحی ہوئی یا اور آئمہ سے انہوں نے پڑھا اگر بذریعہ وحی ہوئی تو انمیں اور نبی کریم ﷺ میں کیا فرق رہا؟ اور اگر بذریعہ آئمہ ہوئی تو ان کے استاد افضل تھے یا کہ مفضول؟ اگر افضل تھے تو ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟۔

جواب۔

آئمہ کرام پر وحی نازل نہیں ہوتی لیکن وہ مراد وحی کو سمجھنے اور سمجھانے میں ماہر ہوتے ہیں اور ان کے اساتذہ کے متواتر مسائل ان ہی کی فقہ میں آگئے جیسے صحاح ستہ والوں کے اساتذہ کی احادیث صحاح ستہ میں آگئیں اور سات قرأ کے اساتذہ کی قرأتیں بھی سات قرأتوں میں آگئیں جس طرح قاری عاصم کوفی کی قرأت کرنے میں ان کے اساتذہ کی قرأت پڑھی جارہی ہے اسی طرح آئمہ اربعہ کی تقلید میں ان کے اساتذہ کے مسائل پر عمل ہورہا ہے۔

سوال نمبر ۱۳۔

یہ چاروں امام افضل تھے یا چاروں خلیفہ افضل تھے؟۔ جب ان چاروں اماموں کی تقلید فرض ہو تو ان چاروں خلفاء کی ڈبل فرض کیوں نہ ہو؟۔

جواب۔

چاروں خلفائے راشدین آئمہ اربعہ کے پیشوا اور افضل ہیں۔ان کی حیات میں ان کے اجتہادی مسائل کی تقلید ہوتی رہی لیکن چونکہ ان کے مسائل اس زمانہ میں مدون نہ ہوئے اس لئے آئمہ اربعہ نے ان کے متواتر مسائل کو مدون کرلیا اس لئے اب ان آئمہ اربعہ کے ذریعے ان کے مسائل پر بھی عمل ہو رہا ہے جیسے ساتوں قرأتوں کے پڑھنے میں۔

ہمارے سوال غیر مقلدین سے۔

(۱) صحاح ستہ والوں نے اپنی کتابیں وحی سے مرتب کیں یا استادوں سے سن کر؟۔ان کے استاد ان سے افضل تھے یا نہیں؟۔ پھر ان کے استادوں کی کتابوں کو صحاح ستہ سے خارج کیوں کردیا گیا ہے۔

(۲) صحاح ستہ والے افضل تھے یا خلفائے راشدین؟۔خلفائے راشدین کی کتابوں کو کس لئے صحاح ستہ میں شامل نہ کیا گیا۔

(۳) سات قاری افضل تھے یا خلفائے راشدین؟۔کیا آپ کے خیال میں خلفائے راشدین کی قرأتوں کو سات قرأتوں سے خارج کردیا گیا ہے تو کیوں؟۔

سوال نمبر ۱۴۔

ذرا فرمایئے تو قرآن و حدیث پر عمل کرنا عامی آدمی پر ہی فرض ہے یا مجتہدوں اور عالموں پر بھی فرض ہے؟۔کیا جتنا فرق ہم میں اور اماموں میں ہے اتنا اماموں اور نبی کریم ﷺ میں نہیں ہے؟۔

جواب۔

کتاب وسنت پر عمل کرنا مجتہد اور مقلد پر دونوں پر فرض ہے لیکن مجتہد اپنی اجتہادی روشنی میں عمل کرتا ہے اور مقلد اس کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے۔آنکھوں

والا چاند دیکھ کر روزہ رکھتا ہے نابینا آنکھوں والوں سے پوچھ کر۔ جیسے نماز میں قبلہ رخ ہونا نابینا اور بینا دونوں پر فرض ہے لیکن بینا دیکھ کر کرتا ہے اور نابینا بینا سے پوچھ کر۔ نبی ﷺ کا مقام امتی سے بہت بلند ہے لیکن نبی کی اتباع مسائل منصوصہ محکمہ غیر متعارضہ میں ہے اس لئے یہاں مقابلہ کی کوئی صورت ہی نہیں۔

سوال نمبر ۱۵۔

جو امام ان چاروں کے سوا ہوئے ہیں ان کے نام کیا ہیں ان کی تقلید فرض واجب یا مباح ہے یا نہیں؟۔ اگر نہیں تو کیوں؟ حالانکہ وہ ان کے استاد ہیں۔ علم میں، ادب میں، فقہ میں، زہد میں، اجتہاد میں، تقوٰی میں ان سے بھی بڑھ کر ہیں۔ یہ ان کی بزرگی کے قائل تھے اور ان کا ادب کرتے تھے صحابہ ؓ کی تقلید نہ کر کے نیچے والوں کی تقلید کرنا کون سی عقلمندی ہے؟۔

جواب۔

صحابہ ؓ میں جتنے قاری ہوئے ان کی قرأتیں متواتر ہمیں ان سات قاریوں ہی کے ذریعے سے ملی ہیں اور ان قرأتوں پر تلاوت صحابہ ؓ اور نبی ﷺ والی قرأت پر ہی تلاوت ہے اس لئے ان قرأتوں پر تلاوت کرنا نہ صحابہ ؓ کی عظمت کو کم کرنا ہے اور نہ ان کی قرأت سے ان کی مخالفت ہے جس طرح سات قاریوں کو صحابہ ؓ کا مخالف سمجھنا روافض کا طریقہ ہے اسی طرح آئمہ اربعہ کو تقلید کو صحابہ ؓ کے خلاف سمجھنا وسواس خناس میں سے ہے۔

سوال نمبر ۱۶۔

جو امام ان چاروں کے سوا ہوئے ہیں وہ درجہ میں ان چاروں کے برابر ہوئے یا گھٹ کر ہیں تو وہ ان کے مقلد کیوں نہ ہوئے؟ اور اگر بڑھ کر ہیں تو یہ خود ان کے مقلد کیوں نہ ہوئے؟۔

جواب۔

آئمہ اربعہ سے پہلے مجتہدین ہی آئمہ اربعہ کے پیشوا ہیں جیسا کہ پہلے قاری

قراءسبعہ کے پیشوا ہیں اور پہلے فقہاء صحابہ ؓ صحاح ستہ کے پیشوا ہیں ان سب نے اپنے پیشواؤں کی بات کو ہی مرتب کیا ہے۔

سوال نمبر۱۷۔

(الف)۔جب امام چار ہیں اوران چاروں میں سے ایک کی تقلید کرنی ہے اور ہم جاہل ہیں ہمیں کیا معلوم کہ ان میں سے کس کے مسائل صحیح ہیں اور کس کے غلط ہیں۔پس ہم کیسے حنفی شافعی وغیرہ بن جائیں۔

(ب) اگر یہ چاروں مذہب برحق ہیں تو ایک مذہب پر عمل کرنے سے حق کی تین چوتھائیاں ہم سے چھوٹ جاتی ہیں پھر تو تقلید نہ کرنے والے ہی اچھے رہے کہ جس امام کے کلام کو قرآن وحدیث سے مطابق اور متفق پایا اسے لے لیا یہی طریقہ ہم کیوں نہ رکھیں تاکہ پورا حق ہمارے ہاتھ میں رہے۔

(ج) یہ ظاہر ہے کہ چاروں مذہبوں میں حلال حرام کا فرق ہے پھران چاروں کو برحق ماننے اور کہنے کے کیا معنی ہیں۔ایک ہی چیز کو حرام کہےاور ہم کہیں کہ سچ ہے،دوسرا حلال کہے اور ہم کہیں کہ سچ ہے۔یہ کیا اندھیرا ہے۔اسے ذرا تفصیل سے سمجھایا جائے ورنہ دامن تقلید ہمارے ہاتھ سے چھوٹ ہی جائے گا۔

جواب۔

(الف) جس طرح ساتوں قرأتوں میں آپ اسی قرأت پر عمل کریں گے جو آپ کے ہاں تلاوۃً متواتر ہوگی۔آپ کو غلط یا صحیح کہنے کا حق نہیں ہے۔

(ب) جس طرح سات قرأتوں میں ایک پر قرآن پڑھنے والے کو پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اسی طرح ایک امام کی تقلید کرنے سے پوری سنت پر عمل ہو جاتا ہے۔

(ج) اجتہادی حلال وحرام میں ہم اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں جیسے ناسخ منسوخ میں ہم اپنے نبی ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔یوسف اور یعقوب علیہما السلام کی شریعت میں سجدہ تعظیمی کا

جواز تھا اور یہی حق تھا اب اس کی حرمت ہی حق ہے۔ ہم صرف اپنے نبی ﷺ کی تابعداری کریں گے۔ اگرچہ شریعت یوسفی کو اس دور کے اعتبار سے سچ کہیں گے۔ اجتہادی جائز و ناجائز کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک مریض کو ڈاکٹر کہتا ہے کہ اچار ضرور کھانا اور دوسرے مریض کو ڈاکٹر سختی سے منع کر دیتا ہے۔ ڈاکٹر کے دونوں حکم درست ہیں لیکن کوئی بیوقوف مریض نہیں ہوتا کہ حکم اسے دیا ہے اس کو چھوڑ کر دوسرے پر عمل کرے یہ بھی اس ڈاکٹر کا حکم ہے۔ پھر اس سوال کی یہاں گنجائش ہی نہیں ہے کیونکہ یہاں سب حنفی ہیں دوسرے امام کا مسلک موجود ہی نہیں ہے جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام میں حلال وحرام کا اختلاف ہے ان کا زمانہ الگ الگ ہے۔ اسی طرح آئمہ مجتہدین میں بھی حلال وحرام کا اختلاف ہے لیکن ان کے مقلدین کے علاقے الگ الگ ہیں۔

سوال نمبر۱۸۔

(الف) چاروں امام امامت کی حیثیت سے دنیا میں اس سے پہلے اسلام پر سو سال گزر چکے تھے تب تک نہ یہ امام تھے نہ یہ مقلد تو اس وقت کے مسلمان مسلمان بھی تھے یا نہ تھے۔ مسلمان تھے تو پورے یا ادھورے؟ کیونکہ تقلید تو اس وقت تھی ہی نہیں بلکہ وہ امام بھی نہ تھے جنکی تقلید شروع ہوئی اگر باوجود تقلید نہ کرنے کے وہ لوگ مسلمان تھے اور کامل مسلمان تھے تو آج اسلام کا کون سا روپ مارا جاتا تھا؟۔ جو تقلید کی ایجاد کی ضرورت پیش آئی ؟ کیا صحابہ اور تابعین کا اسلام ہمیں کافی نہیں تھا جو ہمیں کسی نئے نویلے اسلام کی ضرورت ہو۔

(ب) فرائض تو سب اللہ تعالیٰ اتار چکا، وحی تو حضور ﷺ کے وصال کے بعد بند ہوگئی سو سال کے بعد امام دنیا میں آئے تو اب کس سے کون سا فرشتہ کون سی وحی لے کر آیا؟۔ جس سے وصال کے بعد ان آئمہ میں سے ایک ایک کی تقلید فرض ہوئی اور مسلمین بجائے ایک راستے کے چار راستوں میں بٹ گئے اور اللہ کے گھر بیت اللہ کے بھی چار ٹکڑے کرنے پر مجبور ہوگئے کہ یہ حنفی مصلٰے اور یہ شافعی مصلٰے ہے۔ قرآن وحدیث میں ان مصلوں کا اور ان اماموں کا اور ان کے ناموں کا ذکر کہاں ہے؟۔

جواب۔

(الف) جس طرح ان سات قاریوں سے پہلے بھی قرآن پڑھنے والے سب مسلمان تھے اور بعد میں ان کی قرأت پر پڑھنے والے بھی سب مسلمان ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ صحابہ ﷺاس قرأت کو قاری حمزہ کی قرأت نہیں کہتے تھے اسی طرح صحاح ستہ والوں سے پہلے بھی مسلمان ان احادیث پر عمل کرتے تھے لیکن وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ میں ترمذی کی حدیث پر عمل کر رہا ہوں اور تو نسائی کی حدیث پر۔ اس لئے صرف اس نام کی وجہ سے پہلوں کے اسلام میں شک کرنا اور فرق کرنا یہ ایسی جہالت ہے جیسے پہاڑوں پر برف باری ہوئی اور وہ برف پانی کی شکل میں بہہ نکلی اور لوگ اس کو برف کا پانی کہتے تھے۔ وہی پانی دریا کی شکل میں بہنے لگا تو اس کو دریا کا پانی کہنے لگے، وہی پانی دریا سے نہر میں آ گیا تو اس کو نہر کا پانی کہنے لگے۔ پھر نالے میں جانے سے اس کو نالے کا پانی کہنے لگے۔ یہ پانی ایک ہی ہے یہ مختلف نام صرف راستہ کے تعارفی نام ہیں۔ وہ ہی طریقہ جو نبی پاک ﷺ کی طرف منسوب ہوا اس کو سنت نبوی کہا جانے لگا، لیکن جب وہ صحابہ ﷺمیں پھیل گیا تو اس کا نام صحابہ ﷺکا طریقہ قرار پایا اور جب وہ فقہ حنفی میں مرتب ہو گیا تو اس کا نام فقہ حنفی ہو گیا۔ یہ کہنا کہ فقہ حنفی اور ہے اور سنت نبوی اور ہے یہ ایسی ہی جہالت ہے جیسے کوئی کہے کہ نہر کا پانی اور ہے اور دریا کا پانی اور ہے، بخاری کی حدیث اور ہے اور نبی ﷺ کی حدیث اور ہے۔ قاری حمزہ کی قرأت اور ہے اور نبی ﷺ کی قرأت اور ہے۔ ان سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلد بننے کے لئے جہل مرکب بننا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۱۹۔

چاروں خلیفہ (یعنی حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، سے چاروں امام افضل ہیں یا چاروں خلفاء افضل ہیں؟ آج چارون خلفاء کی تقلید نہ کی جائے چاروں اماموں کی تقلید کی جائے اور فرض مانی جائے۔ الٹی گنگا کیوں بہائی گئی۔

جواب۔

جس طرح ساتوں قاریوں کی قرأت پڑھنے سے خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ والا قرآن ہی پڑھا جاتا ہے یوں کہنا کہ صحابہؓ اور خلفائے راشدین کی قرأت چھوڑ کر قراء سبعہ کی قرأت پڑھنا غلط ہے یہ نہ صرف جہالت ہے بلکہ اس مین کفر کا خدشہ ہے۔اسی طرح کتب صحاح ستہ کی احادیث پر عمل کرنے سے نبی ﷺ کی احادیث اور خلفائے راشدین کی احادیث پر عمل ہو رہا ہے۔ بعینہٖ آئمہ اربعہ کی فقہ پر عمل کرنا اوران کی تقلید کرنا خلفائے راشدین کی تقلید ہے۔ یہ ایسی ہی باتیں ہیں جیسے کوئی کہے کہ آپ صحیح محمدی چھوڑ کر صحیح بخاری کیوں پڑھتے ہیں صحیح ابوبکری چھوڑ کر صحیح مسلم کیوں پڑھتے ہیں جامع فاروق اعظم چھوڑ کر جامع ترمذی کیوں پڑھتے ہیں سنن عثمان چھوڑ کر سنن ابی داؤد کیوں پڑھتے ہیں مسند علی چھوڑ کر مسند احمد کیوں پڑھتے ہیں۔ یہ سب وساوس جہالت کی وجہ سے ہیں۔

سوال نمبر۲۰۔

حضرت امام حسنؓ ،اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت امام زین العابدینؒ اور حضرت امام باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادقؒ افضل ہیں چاروں اماموں سے یا چاروں امام افضل ہیں۔ پھر ال رسول کے ان بارہ اماموں کے مقلد کو تو ہم شیعہ اور رافضی کہیں اوران سے کم درجہ کے اماموں کی تقلید کو فرض مانیں۔اس تفریق کی وجہ؟۔

جواب۔

آئمہ اہل بیت فن تصوف کے امام ہیں، صحاح ستہ والے فن حدیث کے اور آئمہ اربعہ فن فقہ کے۔ ہمارے تصوف کے شجروں میں اکثر آئمہ اہل بیت کے اسماء گرامی ہیں اور حدیث کی سندوں میں صحاح ستہ والوں کے اور فقہ میں آئمہ اربعہ کو مانتے ہیں۔

؎ ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است

جب آپ لوگ سند حدیث کی بحث میں محدثین کو چھوڑ کر فقہاء کی نہیں مانتے تو فقہی

احکام میں فقہاء کو چھوڑ کر محدثین اور صوفیاء کی بات ماننا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ لکل فن رجالٌ۔

سوال نمبر ۲۱۔

اگر چاروں خلیفہ یا یہ چاروں حضرات امام اہل بیت افضل ہیں چاروں اماموں سے تو چاروں اماموں کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟۔ان چاروں خلفاء یا ان حضرات آئمہ کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟۔ہاں ان چاروں اماموں نے ان خلفاء کی تقلید کیوں نہ کی؟۔

جواب۔

ایک ہی بات کو بار بار دہرایا جا رہا ہے، جس طرح صحاح ستہ والوں کی تابعداری میں احادیث نبویہ کا علم امت کو ملا ہے، سات قاریوں نے نبی پاک ﷺ اور خلفائے راشدین والا قرآن ہی مرتب کیا اسی طرح آئمہ اربعہ نے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہی کی سنت کو مرتب کیا یہ جہالت کہ آئمہ اربعہ نے خلفائے راشدین کی بات نہیں مانی ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی کہے کہ ساتوں قاریوں نے خلفائے راشدین والا قرآن نہیں مانا اور اصحاب ستہ خلفائے راشدین کے منکر تھے۔

سوال نمبر ۲۲۔

چاروں خلیفہ مجتہد تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو ان کی تقلید کیوں چھوڑی جاتی ہے؟۔

جواب۔

چاروں خلیفہ مجتہد تھے ان کے مذاہب مدون نہیں ہوئے تھے البتہ ان کے اجتہادات متواتر تھے ان کو آئمہ اربعہ نے اپنی فقہ میں سمولیا اس لئے آئمہ اربعہ کی تقلید خلفائے راشدین ہی کی تقلید ہے جیسے نہر کا پانی دریا ہی کا پانی ہے۔

سوال نمبر۲۳۔

چاروں خلیفہ چاروں اماموں کے برابر مجتہد تھے یا بڑھ کر یا گھٹ کر؟ اگر بڑھ کر تھے تو پھر انہیں گھٹا کیوں دیا کہ ان کا مقلد ایک بھی نہیں ہے۔

جواب۔

جس طرح چاروں خلفاء ساتوں قاریوں سے بڑھ کر قاری تھے، صحاح ستہ والوں سے اعلیٰ ترین محدث تھے، اسی طرح یہ آئمہ اربعہ سے بہت بڑے مجتہد تھے۔ لیکن جس طرح بڑے محدث ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی کوئی حدیث کی کتاب مرتب نہیں کی اس لئے ان کی مرویات حدیث کے لئے ہم بعد کی حدیث کی کتابوں کے محتاج ہیں۔ اسی طرح اعلیٰ ترین قاری ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی مکمل قرأت مدون نہ فرمائی اس لئے ان کی قرأت کے لئے آج ہم قرأ سبعہ کے محتاج ہیں ایسے ہی بہترین مجتہد ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے مذاہب مدون نہ کروائے اس لئے ہم ان کی تابعداری کے لئے آج آئمہ اربعہ کے محتاج ہیں۔

سوال نمبر۲۴۔

چاروں اماموں سے قبل چاروں خلفاء کی تقلید کی جاتی تھی یا نہیں؟۔ جب نہیں کی جاتی تھی تو پھر اماموں کی کیوں کی جائے؟۔

جواب۔

چاروں خلفاء کی حیات میں ان کے اجتہادی فتاوٰی کی بلانکیر تقلید کی جاتی تھی اب چونکہ ان کے مذاہب مدون نہ ہوئے تھے اس لئے آئمہ اربعہ کے ذریعے ان کے مسائل متواترہ پر عمل ہو رہا ہے۔

سوال نمبر۲۵۔

ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا۔ پس

پہلی صدی کے لوگ مقلد ہوئے یا غیر مقلد؟۔اور وہ نجات پانے والے اور دائرہ اسلام میں سمجھے جائیں گے یا نہیں؟۔ یا نجات سے محروم رکھے جائیں گے؟۔اور دائرہ اسلام سے خارج کہے جائیں گے؟۔

جواب۔

جس طرح چاروں اماموں کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا،اسی طرح سات قاریوں کا وجود بھی بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا،اور صحاح ستہ والوں کا وجود بحیثیت امام تو دوسری صدی میں بھی نہ تھا۔تو آپ فرمائیں کہ پہلی دوصدیوں کے مسلمان صحاح ستہ کو ماننے بغیر مسلمان تھے یا نہیں ان کو منکر حدیث مانیں گے یا حدیث کو ماننے والے۔اب جو پہلی دوصدیوں کی طرح صحاح ستہ کو بالکل نہ مانے تو اس کو آپ خیر القرون والا مسلمان مانیں گے یا نہیں؟۔اسی طرح اگر آج کوئی شخص ساتوں قرأتوں کو ترک کر کے یہ چاہے کہ میں پہلی صدی جیسے مسلمانوں جیسا مسلمان ہو جاؤں تو کیا آپ نے اس پر خود عمل کرلیا ہے یا نہیں؟۔اگر آپ یہ کہیں کہ صحاح ستہ کی احادیث اس زمانہ میں بھی تھیں صرف فرق یہ ہے کہ اس وقت وہ رواہ بخاری نہیں کہتے تھے یہ ساتوں قرأتیں صحابہ ﷺ میں تھیں ان کا الگ الگ نام نہیں رکھا گیا تھا اسی طرح یہ فقہی مسائل پر عمل اس دور میں تھا لیکن نام فقہ حنفی وغیرہ نہیں تھا۔ ان لوگوں کو غیر مقلد کہنا ایسی ہی گندی گالی ہے جیسے وہ صحاح ستہ کو نہ مان کر منکر حدیث تھے یا ساتوں قرأتوں کو نہ مان کر منکر قرآن تھے۔

سوال نمبر۲۶۔

چاروں خلفاء کی تقلید اب منع ہے یا نہیں؟۔اگر منع نہیں تو اماموں کی تقلید گئی، اگر منع ہے تو اماموں کی بطور اولٰی منع ہوئی۔جواب تفصیل سے دیجئے گا۔

جواب۔

چاروں اماموں کی تقلید میں خلفائے راشدین کے متواتر مسائل کی اسی طرح

تقلید ہو رہی ہے جس طرح ساتوں قرأتوں میں خلفائے راشدین کی متواتر قرأت پڑھی جا رہی ہے۔ ہاں جس طرح اس متواتر قرأت کے خلاف کوئی شاذ اقوال ان کی طرف منسوب ہوں تو وہ قابل عمل نہیں ہیں یہ خوب سمجھ لیں کہ یہاں مقابلہ تواتر اور شاذ کا ہے نہ کہ قاری اور خلیفہ کا۔

سوال نمبر ۲۷۔

اگر چاروں خلفاء کی تقلید اب منع ہے تو کیوں؟۔ اور کس نے منع کیا؟۔ اور پھر چاروں اماموں کی کیوں اور کس نے باقی رکھی؟۔ ان آئمہ نے کب کہا کہ لوگ حنفی شافعی کہلوائیں؟۔

جواب۔

چاروں خلفاء کے مذاہب نہ مدون ہیں اور نہ براہ راست متواتر ہیں البتہ آئمہ تک ان کے جو متواتر مسائل پہنچے ہیں وہ آئمہ اربعہ نے لے لئے ، ان پر اب بھی عمل ہو رہا ہے۔ رہا یہ کہ آئمہ نے کب کہا تھا حنفی شافعی کہلوانا تو جس طرح یہ کہنا کہ یہ بخاری کی حدیث ہے ، یہ قاری حمزہ کی قرأت ہے درست ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے، اسی طرح مجتہد کے مذہب کو مجتہد کی طرف منسوب کرنا جس طرح اجماع سے ثابت ہے خود حدیث سے بھی ثابت ہے۔ کیونکہ حضرت معاذ ؓ نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کیا اجتهد برأئی اور اپنی رائے کی نسبت اپنی طرف کی، جس سے حضرت ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ غیر مقلدین کو منع کا کیا حق ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری ص ۴۳۳ ج ۱ پر عثمانی اور علوی کی نسبتیں ہیں تو کیا کوئی غیر مقلد ثابت کر سکتا ہے کہ ان کو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے عثمانی، علوی کہلوانے کا حکم دیا تھا؟۔

سوال نمبر ۲۸۔

چاروں خلفاء نے اپنی اپنی تقلید کا حکم دیا تھا یا نہیں؟۔ اگر دیا تھا تو ہم نے کیوں نہ مانا؟ نہ دیا تو پھر اماموں کے بارے میں یہ حکم کیوں ہو؟ یہاں تک کہ محمدی کہلوانا چھوڑ دیا۔

جواب۔

چاروں خلفاء کی تابعداری کا حکم خود رسول خدا ﷺ نے دیا ان کی حیات میں براہ راست ان کی تقلید ہوتی رہی اور اب آئمہ اربعہ کے ذریعے ان کی تقلید ہو رہی ہے۔ محمدی کہلوانے کا حکم نہ کہیں اللہ نے دیا نہ رسول ﷺ نے دیا نہ ہی خلفائے راشدین میں سے کوئی محمدی کہلواتا تھا۔ مسلمانوں کو محمدی عیسائیوں نے کہنا شروع کیا۔ جیسے مرزائیوں کو احمدی کہنا شروع کیا۔ آخر امام بخاریؒ نے صحیح محمدی چھوڑ کر اپنی کتاب کا نام صحیح بخاری کیوں رکھا۔

سوال نمبر ۲۹۔

اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا تو ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید جاری تھی یا نہیں۔ اگر نہ تھی تو امام ابو حنیفہؒ کی تقلید امام شافعیؒ، اور امام احمدؒ کے زمانہ میں اور اس کے بعد کیوں جاری رہی۔

جواب۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تقلید ان کی حیات میں بھی جاری تھی اب بھی بالواسطہ آئمہ اربعہ جاری ہے، البتہ جس طرح صدیق اکبرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کو اجتہاد کا حق تھا اور حضرت عثمانؓ کو بھی۔ اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کے بعد بھی امام شافعیؒ اور امام احمدؒ جیسے مجتہدین کو اجتہاد کا حق رہا۔ تقلید غیر مجتہدین کے لئے ہوتی ہے نہ کہ مجتہدین کے لئے۔

سوال نمبر ۳۰۔

اگر عمر فاروقؓ کے زمانہ میں بھی حضرت ابو بکرؓ کی تقلید جاری رہی تو اس تقلید کو کس نے بند کیا اور کیوں بند کیا؟۔ اور اسی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں بند نہ ہوئی؟۔

جواب۔

جس طرح صدیق اکبرؓ کی قرأت قاریوں کے ذریعے جاری ہے اسی طرح

ان کی تقلید آئمہ کے ذریعے جاری ہے، ان کا فیض بند نہیں ہوا۔ یہ بات کئی دفعہ واضح ہو چکی ہے کہ اجتہاد و قیاس اصل میں قاعدوں کو کہتے ہیں امام صاحبؒ اپنے مجتہدین ساتھیوں کو مشورہ سے پہلے استنباط کرتے تھے۔ جیسے ایک قاعدہ طے ہو گیا تو اس کے نیچے سینکڑوں مسائل آجاتے ہیں اور وہ شاگرد آپؒ کے سامنے رکھ لیتے تھے، لیکن یہ مسائل قواعد کی ترتیب سے تھے ہر قاعدہ کے نیچے نماز کا مسئلہ آجاتا، کوئی حج کا، کوئی زکوٰۃ کا، وغیرہ۔

جیسے محدثین نے احادیث میں پہلے مسانید اور معاجم مرتب کیں کہ ایک صحابیؓ اور ایک استاد کی ساری حدیثیں ایک جزو میں لکھی جاتی تھیں، خواہ وہ نماز کی ہوں، یا حج کی، یا زکوٰۃ کی، یا ترغیب و ترہیب کی۔ پھر امام محمدؒ نے ان مسائل کی تبویب فرمائی اور ظاہر الروایات کی سی کتابیں مرتب کیں۔ اس لئے امام محمدؒ کو محرر مذہب نعمانی کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے اتنی احتیاط فرمائی کہ جو کتاب براہ راست امام صاحبؒ کے پاس بیٹھ کر لکھی اس کو کبیر کے نام سے موسوم کیا، جیسے جامع کبیر، سیر کبیر، اور جو قاضی ابو یوسفؒ کے نام سے لکھیں اس کو صغیر کے نام سے موسوم کیا جیسے جامع صغیر، سیر صغیر وغیرہ۔ وہ چھ کتابیں یہ ہیں۔ جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر، مبسوط، زیادات، جامع صغیر، یہ کتابیں اسی زمانے سے متواتر ہو گئیں۔ اس لئے ان کو ظاہر الروایات کہا جاتا ہے یہی کتابیں فقہ حنفی کا اصل ماخذ ہیں۔ بعد میں ان کتابوں کو سامنے رکھ کر متون مرتب کئے گئے جیسے قدوری، کنز، وقایہ، نقایہ، ہدایہ، تنویر وغیرہ۔ یہ مسائل جو متون میں ہیں وہ امام صاحبؒ سے متواتر ہیں اس لئے امام صاحب سے ان کی نفی گویا متواترات کی نفی ہے، جیسے کوئی جاہل قرآن پاک کی حضور ﷺ سے نفی کر دے۔

مسائل فقہ

فقہ کے مسائل تین قسم کے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو امام صاحبؒ سے متواتر ہیں ان کو متون معتبرہ کہتے ہیں۔

(۲) وہ جو متواتر تو نہیں اخبار احاد کے طور پر مروی ہیں ان کو نوادرات کہتے ہیں ان میں

جو مفتٰی بہ ہیں وہ مذہب حنفی میں شامل کئے گئے اور غیر مفتٰی بہ مذہب حنفی نہیں کہلاتے۔

(۳) کچھ مسائل بعد میں پیش آئے ہیں جو بعد کے لوگوں نے امام صاحبؒ کے قواعد کے ذریعے معلوم کئے ہیں، جیسے حساب کے قاعدے سے نکلا ہوا جواب حساب کا جواب کہلاتا ہے اسی طرح امام صاحب کے قواعد پر نکالے ہوئے جوابات مذہب حنفی ہی کہلوائیں گے۔ بشرطیکہ مفتٰی بہ ہوں۔ فقہ کی بڑی کتابوں میں متواتر مسائل کو بطور مذہب حنفی لکھا جاتا ہے اور دوسری قسم کے مسائل کو ھی روایۃ عن ابی حنیفۃ کے انداز سے بیان کیا جاتا ہے، اور جو مسائل ان کے اصول پر نکالے جاتے ہیں ان کو واقعات اور نوادر کہا جاتا ہے، اس کو عند ابی حنیفہ اور عند ابی یوسف وغیرہ سے لکھا جاتا ہے۔ بہرحال ان تینوں قسموں سے جو مسائل مفتٰی بھا اور معمول بھا ہیں صرف ان کو مذہب حنفی کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۳۱۔

ذرا مہربانی کر کے یہ بھی بتایا جائے کہ فقہ کی موجودہ کتابوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے جسے امام ابوحنیفہؒ نے خود لکھا ہو۔

جواب۔

فقہ حنفی کے وہ مسائل جو متون معتبرہ ہیں وہ امام صاحب سے اسی طرح متواتر ہیں جس طرح نبی پاک ﷺ سے قرآن متواتر ہے اور متون کے علاوہ فتاوٰی اور شروح ہیں۔ بعض مسائل اخبار احاد کی طرز پر مروی ہیں جیسے کتب احادیث کی حدیثیں۔ ان اقوال میں جو مفتٰی بھا ہیں وہ امام صاحب سے ثابت ہیں اور غیر مفتٰی بھا ثابت نہیں۔ تمام اہل سنت والجماعت حنفی، شافعی وغیرہ متون فقہ کو ان آئمہ سے متواتر مانتے چلے آئے ہیں۔

محمد معین ٹھٹھوی کا شبہ۔

سب سے پہلے مذکور نامی شخص نے اپنی کتاب دراسات اللبیب میں یہ شبہ ظاہر

کیا کہ ان مسائل کی نسبت آئمہ کی طرف یقینی نہیں ہے، لیکن اس رافضی کی خرافات پر کسی نے کان تک نہ دھرا حتّٰی کہ چودھویں صدی کے شروع میں ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے اس رافضی کی غلط بات کو اپنا دین وایمان بنا لیا۔ اور غیر مقلدین نے اس پر شور مچایا کہ ان مسائل کا ثبوت امام ابو حنیفہؒ سے نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود غیر مقلدین اس بات پر پورا یقین نہیں رکھتے کیونکہ جب وہ اپنے فتاوٰی اور اپنی کتابوں میں اپنی جماعت میں فقہ کا کوئی قول پیش کرتے ہیں تو پھر اس کو امام ابو حنیفہؒ سے ثابت مانتے ہیں لیکن کوئی بات ان کے خلاف ہو جائے تو پھر کہا کرتے ہیں کہ ان مسائل کا ثبوت امام ابو حنیفہؒ سے نہیں ہے۔

سوال نمبر ۳۲۔

یہ بھی ارشاد ہو کہ فقہ کی ان موجودہ کتابوں میں جو بہت سے مسائل خلاف تہذیب اور خلاف طہارت ایسے بھی ہیں جنہیں سننے سے طبیعت میں کراہیت پیدا ہو اور قے آنے لگے، کیا یہ مسائل بھی فی الواقع امام ابو حنیفہؒ کے ہیں۔

جواب۔

فقہ حنفی کی کتابوں میں وہ مسائل جو مفتٰی بھا اور معمول بھا ہیں وہ مذہب حنفی ہیں ان سے اگر کسی کو گھن آتی ہے تو یہی سمجھا جائے گا کہ کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا، قے آجاتی ہے۔ باقی شاذ متروک مسائل مذہب حنفی ہے ہی نہیں۔

سوال نمبر ۳۳۔

اگر ہم ان غلط اور خلاف تہذیب مسائل کو چھوڑ دیں تو دائرہ تقلید سے باہر تو نہیں ہو جائیں گے۔

جواب۔

تقلید کا تعلق صرف ان مسائل سے ہے جو مفتٰی بھا اور معمول بھا ہیں، ان کو

چھوڑنے سے واقعی آدمی تقلید سے باہر ہوجاتا ہے، لیکن غیر مفتٰی بہا مسائل اور غیر معمول بہا اقوال کا تعلق تقلید سے نہیں ہے۔ جیسے متواتر قرآن کو چھوڑنے والا قرآن کا مخالف ہے لیکن شاذ ومتروک قرائتوں کی تلاوت ترک کرنے والا قرآن کا مخالف نہیں ہے۔ اسی طرح سنت کا تارک اہل سنت سے خارج ہے شاذ اور متروک حدیثوں کا تارک اہل سنت والجماعت سے خارج نہیں ہے۔

سوال نمبر ۳۴۔

اس تقلید کے بارے میں کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بھی فرمایا ہے یا نہیں ؟۔ اگر فرمایا ہے تو کیا فرمایا ہے؟۔ وہ آیت یا حدیث صاف صاف لکھ دیں جس میں ہو کہ امام ابوحنیفہؒ یا فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے جو نہ کرے وہ لامذہب ہے۔

جواب۔

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (الآية)

اس آیت نے لوگوں کی دو قسمیں بنا دیں۔

نمبر ۱۔

ایک وہ جو اہل ذکر ہیں جن کو دین خوب یاد ہے ان کو مجتہدین کہا جاتا ہے۔

نمبر ۲۔

وہ لوگ جو مجتہد نہیں ہیں ان کو حکم دیا کہ تم اہل ذکر سے پوچھ کر عمل کرلیا کرو۔

اسی کا نام تقلید ہے۔ رہا یہ سوال کہ آیت یا حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کا نام ہو تو یہ ایک جاہلانہ سوال ہے، جیسے قرآن میں ہے **فاقرؤا ما تیسر من القرآن** اس میں قرآن پڑھنے کا حکم ہے اب جو استاذ بھی میسر آجائے اس سے قرآن پڑھ لے تو اس حکم پر عمل ہوگیا۔ اب اگر کوئی ضد کرے کہ قرآن کی آیت میں یوں لکھا ہو محمد اسلم نورانی قاعدہ محمد دین سے پڑھے، تیسواں پارہ محمد علی سے پڑھے۔ تو یہ جہالت ہے اسی طرح قرآن پاک میں حکم آگیا کہ

فانکحوا ما طاب لکم من النساء اب کوئی کہے کہ یہ تو نکاح کا حکم عام ہے یہ دکھاؤ کہ قرآن میں صاف ہو کہ محمد علی کی شادی زینب بی بی سے ہو۔ حدیث پاک میں آیا کہ اپنی بیماری کا علاج کرواؤ اب جو ڈاکٹر بھی میسر آئے اس سے علاج کروایا جائے گا۔ یوں سوال کرنا کہ بیماری کا نام ہو اور ہیضہ کا علاج ڈاکٹر اسلم سے کروانا اور انگریزی دوائی لینا ملیریا کا علاج حکیم حنیف اللہ سے کروانا اور یونانی دوائی لینا۔ جس طرح قرآن میں مومنوں کو نماز پڑھنے کا حکم ہے لیکن سب مومنوں کے نام مذکور نہیں ہیں۔ اب کوئی کہے کہ جب تک یہ لفظ نہ دکھاؤ گے کہ عبدالرزاق نماز پڑھے میں نماز نہیں پڑھوں گا۔ تو اسے یہی سمجھایا جائے گا کہ دلیل کے دو مقدمے ہوتے ہیں ایک یہ کہ مومن نماز پڑھے یہ مقدمہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ دوسرا یہ کہ عبدالرزاق مومن ہے یہ قرآن وحدیث میں نہیں بلکہ ہمارے مشاہدہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح تقلید کا پہلا مقدمہ ہے کہ اہل ذکر سے مسائل پوچھو۔ یہ قرآن میں ہے اور امام ابو حنیفہؒ کا اہل ذکر میں سے ہونا امت کے اجماع سے ثابت ہے۔ اور ہمارے ملک میں صرف مذہب حنفی کا متواتر ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے جس طرح منکرین حدیث بھی آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ قرآن میں ہے **اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول** اور آپ ہمیں کہتے ہیں **اطیعوا البخاری و اطیعوا الترمذی** وغیرہ۔ اور منکرین قرآن بھی پوچھ سکتے ہیں قرآن میں حکم ہے **فاقرؤ ما تیسر من القرآن** تم ہمیں کہتے ہو کہ **فاقرؤ عاصم و حمزہ**۔ یاد رہے کہ آئمہ کی فقہ کا درجہ تیسرا ہے، اگر ناموں کی ضرورت ہے تو پہلے سات قاریوں کے نام قرآن وحدیث میں دکھائیں۔ صحاح ستہ والوں کے نام قرآن وحدیث می دکھائیں۔ اور تیسرے نمبر پر ہم سے مطالبہ کریں۔

سوال نمبر ۳۵۔

مجتہد کو بھی تقلید کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟۔

جواب۔

مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اپنے جیسے مجتہد کی تقلید حرام ہے۔ یہاں اپنے سے

بڑے کی تقلید جائز ہے یا نہیں تو حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ جواز کے قائل ہیں اور حضرت علیؓ عدم جواز کے قائل ہیں۔

سوال نمبر۳۶۔

تمام ترصحیح حدیثوں پر عمل ہر مجتہد کو اور اس کے بعد ہم کو کرنا چاہیئے یہ بٹوارہ کرلیں کہ ان احادیث پر تم عمل کرو اور ان پر ہم عمل کریں گے۔

جواب۔

احادیث کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) متعارض (۲) غیر متعارض۔

غیر متعارض احادیث پر سب عمل کرتے ہیں، البتہ غیر متعارض احادیث میں تمام احادیث پر عمل ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لئے احادیث راجحہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہم ان حدیثوں کو راجح قرار دیتے ہیں جن کو امام ابو حنیفہؒ صحابہ کرام ؓ کے پیمانہ عمل کو دیکھ کر راجح قرار دیا اور غیر مقلدین ان احادیث کو راجح قرار دیتے ہیں جو صحابہ کرام ؓ میں اور تابعین میں متروک العمل تھیں۔

سوال نمبر۳۷۔

چاروں امام بھی مقلد تھے یا نہیں؟۔ اور مقلد تھے تو کس کے؟ اور نہیں تو کیوں؟۔

جواب۔

چاروں آئمہ مجتہد تھے اور مجتہد پر اجتہاد واجب ہے نہ کہ تقلید واجب ہے۔

سوال نمبر ۳۸۔

للہ ذرا یہ بتلایئے کہ کسی امام کی طرف نسبت کر لینی شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ یہ خود اماموں کی تعلیم ہے یا نہیں؟۔ اگر ہے تو وہ عبارت کس کتاب میں ہے؟۔

جواب۔

یہ نسبتیں جیسے عثمانی، علوی، حنفی، شافعی مسلمانوں میں بلانکیر جاری ہیں اس سے ثابت ہوا کہ ان کی صحت پر اجماع ہے۔ اور اجماع دلیل شرعی ہے۔ آپ بھی فرمائیں کہ امام بخاریؒ نے کہا تھا میری کتاب اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنا امام بخاریؒ کا یہ فرمان کس کتاب میں ہے اور کیا ان چھ محدثین نے کہا تھا ہماری کتابوں کو صحاح ستہ کہنا، ان کا یہ ارشاد کس کتاب میں ہے اور بخاری و مسلم نے کہا تھا کہ جس حدیث کو ہم دونوں لکھیں اس کو متفق علیہ کہنا، تو ان کا یہ قول کس کتاب میں ہے؟۔

سوال نمبر ۳۹۔

اگر چاروں امام مسائل قرآن و حدیث سے لیتے رہے تو ہمیں قرآن و حدیث سے مسائل لینے میں ہمیں غیر مقلد بن جانے کا خطرہ کیوں ہوا؟۔

جواب۔

چاروں امام مجتہد تھے اس لئے وہ مسائل کتاب وسنت سے استنباط کر سکتے تھے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے، لیکن جو لوگ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتے وہ اگر براہ راست اپنی ناقص رائے سے کتاب وسنت سے مسائل لیں گے تو وہ مطابق حدیث نبوی

اذا وسد الامر الیٰ غیر اهله فانتظر الساعة (بخاری)

تو وہ دین پر قیامت ڈھا دیں گے، اگر وہ نا اہل ہو کر مجتہدین سے جھگڑیں گے تو بھی رسول ﷺ کے نافرمان ہوں گے کیوں کہ جب حضرت ﷺ بیعت لیتے تھے تو اس میں ایک شرط یہ بھی ہوتی تھی ان **لا ننازع الامر اهله**. جیسے کسی ان پڑھ چمار کو ڈاکٹری کتاب سے نسخہ لکھ کر علاج کرنا جرم ہے، کسی نا اہل کمہار کو ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف قانون کی تشریح کرنا جرم ہے، ایسا شخص توہین عدالت کا مرتکب ہے۔ اسی طرح نا اہل غیر مقلد کا براہ راست کتاب وسنت کو گھسیٹنا کتاب وسنت کی توہین ہے۔ اگر کوئی غیر مقلد کہے ہر شخص کو حق ہے کہ قرآن و

حدیث کو سمجھ کر اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرے تو مرزا قادیانی کو کیسے غلط کہے گا وہ بھی یہی کہتا ہے کہ میں نے وفات مسیح قرآن ہی سے سمجھی ہے اور منکر حدیث کو کیسے غلط کہے گا وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی اطاعت برحق ہے لیکن وہ ان کی زندگی میں تھی، جیسے ہر حاکم کی اطاعت موت کے بعد ختم ہو جاتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کی اطاعت وفات کے بعد باقی نہیں رہی۔

سوال نمبر ۴۰۔

تقلید فرض یا واجب یا مباح ہے تو کن لوگوں کے لئے اور کیوں؟۔

جواب۔

تقلید مطلق واجب بالذات ہے اور تقلید شخصی واجب بالغیر ہے۔ اور اس مجتہد کی تقلید ہوگی جس کا مذہب اس علاقے میں مدون اور متواتر ہوگا۔

نوٹ۔

واجب بالذات کے لئے نص کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بالغیر کے لئے نص کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کو فقہ میں مقدمۃ الواجب کہتے ہیں۔ جیسے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اس کی نص حدیث میں موجود ہے کہ نماز میں فاتحہ نہ پڑھی جائے تو وہ ناقص ہے لیکن یہاں کے لوگ اس واجب کو ادا نہیں کر سکتے جب تک سورۃ فاتحہ پر اعراب، اوقاف نہ ہوں گے۔ اس لئے فاتحہ واجب بالذات ہے اور اعراب، اوقاف واجب بالغیر ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر واجب بالذات ادا نہیں ہو سکتا اس طرح شرعاً مطلق مجتہد کی تقلید واجب ہے لیکن تکویناً جس کا مذہب وہاں متواتر ہوگا اس کی واجب ہوگی۔

سوال نمبر ۴۱۔

یہ جو فقہ کی کتابوں میں ہے کہ عام آدمی کا کوئی مذہب نہیں؟۔ اس کے کیا معنی؟ پھر تو حنفی ہو کر بھی حنفی نہ رہے۔

جواب۔

شامی میں یوں لکھا ہے

العامی لا مذهب له الا مذهب مفتيه.

کہ عام آدمی کا کوئی مذہب نہیں ہوتا مگر جس مفتی کا التزام کر لے اس کے مذہب کی طرف منسوب ہو جائے گا۔ اگر وہ امام ابوحنیفہ کا التزام کرے تو حنفی کہلائے گا، امام شافعیؒ کا التزام کرے تو شافعی کہلائے گا۔ اگر کسی کا التزام نہ کرے وہ لا مذہب ہی رہے گا۔ اس لئے مقلد تقلید کے بعد مذہب والا ہو جاتا ہے، لیکن غیر مقلد ساری عمر غیر مقلد رہتا ہے۔

سوال نمبر ۴۲۔

مقلد قرآن وحدیث کا مطلب سمجھ سکتا ہے یا نہیں حالانکہ ہماری فقہ شریف کے اصول کی کتابوں میں ہے کہ مقلد قرآن وحدیث سے دلیل لے ہی نہیں سکتا، تو پھر گویا قرآن و حدیث منسوخ اور بے کار ہے۔ اگر لے سکتا ہے تو تقلید کی ضرورت ہی کیا ہے؟۔ اگر نہیں لے سکتا تو قرآن وحدیث ہی کیا؟۔

جواب۔

مجتہد اور مقلد میں **ما به الامتياز** استنباط اور اجتہاد ہے، مجتہد کتاب وسنت سے نئے آمدہ مسائل تلاش کر سکتا ہے لیکن مقلد نہیں کر سکتا۔ ہاں وہ مجتہد کی راہنمائی میں ان مسائل پر عمل کر لیتا ہے جو مجتہد نے کتاب وسنت سے تلاش کئے ہیں۔ اس کو یوں سمجھیں کہ جیسے ایک ڈاکٹر کی کتاب مریضوں کے علاج کے لئے لکھی گئی، لیکن خود مریض اس سے اپنے لئے نسخہ نہیں لے سکتا اور نہیں لکھ سکتا۔ نسخہ ماہر ڈاکٹر ہی لکھے گا۔ کتاب وسنت کے جو مسائل ترجمے سے سمجھ آتے ہیں وہ ہر ترجمہ والا جان لیتا ہے، لیکن مسائل کے وہ موتی جو الفاظ کی تہہ میں چھپے ہوئے ہیں ان کو نکالنے کے لئے غوطہ خوری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو خود غوطہ خور نہیں وہ اگر موتی نکالنے کے لئے غوطہ لگائے وہ موتی نہیں لائے گا خود ہی وہاں ڈوب جائے گا۔ جیسے ڈاکٹری کی کتابیں بے فائدہ

نہیں لیکن وہ ڈاکٹروں کے لئے لکھی گئی ہیں نہ کہ کمہاروں کے لئے۔ قانون کی کتابیں بے فائدہ نہیں لیکن ان کو سمجھنا وکیل کا کام ہے نہ کہ چمار کا۔

سوال نمبر ۴۳۔

مقلد قرآن وحدیث سے دلیل پکڑ سکتا ہے یا نہیں؟۔

جواب۔

مجتہد اور مقلد میں **ما به الامتیاز** نیا مسئلہ تلاش کرنا ہے یہ مقلد نہیں کرسکتا۔ تلاش مسائل کے لئے کتاب وسنت کے دلائل کرسکتا ہے چنانچہ صاحب ہدایہؒ، علامہ عینیؒ، ملا علی قاریؒ، اور شوافع میں ابن حجرؒ، مالکیوں میں ابن عبدالبرؒ حنبلیوں میں ابن تیمیہؒ وغیرہ باوجود مقلد ہونے کے مسائل کے ساتھ کتاب وسنت کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

تقلید کی تعریف میں عدم علم بادلیل شامل نہیں، ہاں مجتہد سے اس کی خاص دلیل کا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ جیسے امتی کو یہ حق نہیں ہوتا کہ ماننے کے بعد جزیات میں نبی سے الجھے کہ اس مسئلہ کی دلیل دو گے تو عمل کروں گا ورنہ نہیں کروں گا۔ امتی اپنے نبی سے بلا مطالبہ دلیل مسئلہ تسلیم کرلیتا ہے پھر اپنی تسکین قلب کے لئے کوئی دلائل جمع کرنا یا مخالفین کی زبان بندی کے لئے اپنے نبی کے مسئلہ پر دلائل بیان کردے تو اس سے امتی ہونے سے خارج نہیں ہوتا بلکہ اعلیٰ درجہ کا امتی شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح مقلد اپنے امام سے مسئلہ بلا مطالبہ دلیل تسلیم کرلے، پھر اپنی تسکین قلب کے لئے خود دلائل تلاش کرے یا مخالفین کی زبان بندی کے لئے اپنے مسئلہ کے دلائل بیان کرے تو وہ امام کا نافرمان نہیں سمجھا جائے گا بلکہ امام کا اعلیٰ درجہ کا فرمانبردار سمجھا جائے گا۔

سوال نمبر ۴۴۔

چار مصلے مکہ معظّمہ میں خاص خانہ کعبہ میں جو قائم ہوئے تھے ان کو کس نے قائم کیا تھا؟ اور کیوں قائم کیا؟۔ اور کب قائم کیا؟ کیا اس سے مسلمانوں کے دین کے ٹکڑے

ٹکڑے نہیں ہوئے تھے؟۔اوراماموں نے اسے کیوں قائم نہ کیا؟۔سنا ہے کہ یہ ساتویں صدی کی بدعت ہے؟۔

جواب۔

ساتویں صدی سے لے کر تیرہ سو پینسٹھ تک ۱۳۶۵ھ تک مکہ مکرمہ میں چار مصلے رہے۔حنفی،شافعی،مالکی،حنبلی۔جس سے پوری دنیا پر واضح رہا کہ اہل سنت والجماعت کے چار مذہب ہیں،ان کا فائدہ یہ تھا کہ اہل سنت والجماعت کے نام سے کوئی نیا فرقہ نہ بن سکا۔اس ملک میں کوئی نیا فرقہ بنتا تو لوگ فوراً پوچھتے کہ خانہ کعبہ میں تمہارا کون سا مصلے ہے۔جب وہ نہ بتا سکتا تو اس کا فتنہ وہیں ختم ہو جاتا۔تیرہ سو پینسٹھ میں نجدی حکومت قائم ہوئی انہوں نے ایک حنبلی مصلے قائم رکھا خانہ کعبہ میں جب چار مصلے تھے تو غیر مقلدین کا مصلے اس وقت بھی نہیں تھا،اب ایک ہے تو وہ بھی مقلدوں کا ہے۔غیر مقلدین کا مصلے اب بھی نہیں ہے۔اس لئے غیر مقلدین کا تعلق مکہ مدینہ سے کبھی نہیں رہا۔آج کل جو غیر مقلد شور مچاتے ہیں کہ کہ وہاں کا امام رفع یدین کرتا ہے تو رفع یدین ان کا یعنی غیر مقلدین کا امتیازی نشان نہیں۔وہ تو حنبلی اور شافعی بھی کرتے ہیں۔غیر مقلدین یہ بتائیں کہ جب تقریباً چھ سو سال خانہ کعبہ میں چار مصلے رہے تو کیا وہ چاروں حق تھے یا نہیں؟اگر صدیوں تک وہاں ناحق رہ سکتا ہے تو یہ حکومت جس کی ابھی ایک صدی بھی مکمل نہیں ہوئی تو ان کا طریقہ بھی ناحق ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔ہم تو چاروں کو برحق مانتے ہیں غیر مقلد تقلید کو شرک مانتے ہیں وہ بتائیں کہ کم از کم چھ سو سال خانہ کعبہ میں شرک ہوتا رہا اس وقت کعبہ کعبہ تھا یا نہیں۔

سوال نمبر ۴۵۔

جب کہ ہمارے نزدیک چاروں مذہب برحق ہیں پھر اہل حدیث کو جو ایک برحق مذہب کے مطابق آمین رفع یدین اور سورۃ فاتحہ بجالاتے ہیں کیوں روکا جائے؟۔

جواب۔

چاروں مذہب برحق ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے چار کھیت ہوں ان میں سے وہ آدمی جس کے کھیت نہیں وہ مانگ کر گنا لے لے تو یقیناً حلال ہے، لیکن غیر مقلدین کی طرح گنا ایک کھیت سے چوری کرلیا اور آلو دوسرے کھیت سے چوری کر لئے، ککڑیاں تیسرے کھیت سے چوری کرلیں۔تو یہ چوری کا مال یقیناً حرام ہے۔

وہ چاروں مذاہب ہیں اور غیر مقلدیت چوری ڈاکے کی مارکیٹ ہے۔اتنی بے غیرتی کہ آئمہ دین کو دین کے ٹکڑے کرنے والا بھی کہا جاتا ہے اور ان کے مسائل چوری کر کے نماز میں بھی شامل کیئے جاتے ہیں۔ہم تو اس کو نمک حرامی کہتے ہیں کہ انسان جس دیگ سے کھائے اس میں پیشاب کرے۔تو کتا بھی جس گھر سے کھاتا ہے اس گھر والوں کو نہیں بھونکتا، لیکن غیر مقلدین باؤلہ کتا ہے کہ جن کا کھاتا ہے ان کو بھونکتا بھی ہے۔

سوال نمبر۴۶۔

اہل سنت والجماعت کی کیا تعریف ہے؟ جبکہ مقلد سنت سے دلیل لے سکے نہ جماعت صحابہ کے اجماع سے؟۔پھر اہل سنت والجماعت کیوں کہا جائے؟۔

جواب۔

اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو چار دلیلوں کو مانتے ہیں سنت میں علم قرآن اور نمونہ عمل نبی پاک ذی شان ﷺ کا اور والجماعت میں صحابہ کے اجماع جس کی پہچان آئمہ اربعہ کے اقوال سے ہوتی ہے اور حنفی، شافعی میں اجتہادی مسائل ہمارے ہاں اجماعی مسائل حجت قاطعہ سے اور اجتہادی اختلافی مسائل رحمت واسعہ ہیں۔یہ کہنا کہ مقلد کتاب وسنت و اجماع کو نہیں مانتا یہ جھوٹ اور بہتان ہے۔

فقہ حنفی کے چار اساس۔

کتاب سنت اجماع قیاس

سوال نمبر ۴۷۔

اہلحدیث یعنی صرف قرآن وسنت پر عمل کرنے والوں کی جماعت جب سے کتاب وسنت ہے تب ہی سے ہے یا بیچ میں اس کا عامل کوئی بھی نہیں رہا تھا یعنی کتاب اللہ و حدیث مصطفٰے ﷺ پر کسی کا عمل ہی نہ تھا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے عامل قیامت تک رہیں گے؟۔

جواب۔

اہل حدیث انگریز کے دور سے پہلے کسی مذہبی فرقے کا نام نہیں تھا بلکہ ایک علمی طبقے جیسے محدث یا شیخ الحدیث کو اہل حدیث یا اصحاب حدیث کہتے تھے۔ اسی طرح انگریز کے دور سے پہلے اہل قرآن کسی مذہبی فرقے کا نام نہیں تھا بلکہ ایک علمی طبقے کا نام تھا جو قرآن کا حافظ ہو۔ اس لئے اہل حدیث اور اہل قرآن بحیثیت فرقہ انگریز کے دور سے پہلے کہیں موجود نہ تھے مذہبی فرقے اور علمی طبقے کے نام میں ایک واضح فرق ہوتا ہے کہ مذہبی فرقے کا نام ہر عالم، جاہل بچے بوڑھے مرد عورت پر بولا جاتا ہے جیسے عالم بھی مسلمان ہے، بوڑھا بھی سنی ہے، بچہ بھی سنی ہے۔ لیکن علمی طبقے کا نام جب تک وہ علم حاصل نہ کرلے اس پر استعمال نہیں ہوتا مثلاً شیخ الحدیث کے بیٹے کو شیخ الحدیث نہیں کہا جائے گا۔ جب تک کہ وہ یہ علم حاصل نہ کرلے۔ سائنسدان کی بیوی کو سائنسدان نہیں کہا جاتا جب تک کہ وہ سائنس نہ پڑھے اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ اگر تمہارا دعوٰی ہے کہ انگریز کے دور سے پہلے اہل حدیث کسی فرقے کا نام تھا تو صرف ایک حوالہ دیں کہ انگریز کے دور سے پہلے کسی ان پڑھ کو اہل حدیث یا اہل قرآن کہا جاتا تھا۔ ہم فی حوالہ دس لاکھ روپیہ انعام دیں گے۔

لیکن نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

سوال نمبر ۴۸۔

قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف پیغمبر الٰہی ﷺ کے ہاتھ ہی میں ہوگا یا ان چار اماموں کے جھنڈے الگ الگ لہرا رہے ہوں گے، حوض کوثر صرف حضور ﷺ ہی کا ہوگا یا چاروں اماموں کے بھی ہوں گے؟۔ اگر یہ صرف حضور ﷺ ہی کے ساتھ مخصوص ہے تو پھر دنیا میں کیوں ادھر ادھر منہ ماریں؟۔

جواب۔

قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف حضور پاک ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے سارے نبی امتوں سمیت کھڑے ہوں گے اور سارے امام بھی مقلدین سمیت کھڑے ہوں گے اور اسی طرح حوض کوثر میں حاضر ہوں گے۔ امام شعرانیؒ نے قیامت کا نقشہ جو اپنے کشوف کی روشنی میں مرتب فرمایا ہے اس میں حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی مقلدین میدان قیامت میں بھی پل صراط پر بھی اور جنت کے دروازوں پر بھی دکھائے گئے ہیں لیکن غیر مقلدین کا وہاں نام و نشان تک نہیں شاید وہ پہلے ہی دوزخ میں گر چکے ہوں گے؟۔

سوال نمبر ۴۹۔

اگر کسی امام کے مقلد کے پاس کوئی صحیح حدیث پہنچے اور وہ اس امام کے قول کے خلاف ہو تو اسے کیا کرنا چاہئے؟۔ جو یہ کہہ کر اس حدیث کو ٹال دے کہ یہ میرے مذہب میں نہیں وہ مسلمان رہا یا اسلام سے خارج ہو گیا اور ایسے وقت مقلد کو کیا کرنا چاہئے؟۔

جواب۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ کتاب و سنت کا مطلب فقہاء سے سمجھنا چاہئے، اس لئے اگر کسی عامی کو حدیث ملے تو فرمان رسول رب حامل فقه غیر فقیه کے مطابق افقہ کے پاس لے جانی چاہئے اس لئے غیر مقلدین فقہاء سے سمجھنے کے بغیر اپنی خود رائی پر عمل کرتے ہیں جس سے وہ صرف فقہاء کے نہیں بلکہ خدا اور رسول ﷺ کے بھی نا

فرمان ہوتے ہیں۔ آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں غیر مقلدین کو کوئی حدیث دکھائیں اس کے عقیدہ وعمل کے خلاف ہو تو وہ کبھی اس پر عمل نہیں کرے گا۔ یہی کہے گا مجھے لکھ دو کہ اپنے مولوی (غیر فقیہ) سے سمجھوں گا حالانکہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کا نافرمان ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فقیہ سے سمجھنے کا حکم فرمایا ہے وہ خود بھی غیر فقیہ ہے اور غیر فقیہ کی طرف جاتا ہے۔ فیاللعجب۔

سوال نمبر ۵۰۔

دین تو ایک ہے یہ چار فرقے کہاں سے؟۔ حضور ﷺ تو ایک دین کو لے کر آئے تھے چار دینوں کو نہیں لے کر آئے تھے۔

جواب۔

یہ محض ان کا دھوکا ہے مطالعہ نہ ہونے کی دلیل ہے۔ یہ چار مذاہب ہزاروں مذاہب سے بنے ہیں ان سے پہلے سینکڑوں مذاہب تھے لیکن ان سینکڑوں میں سے ان چار پر اجماع ہوگیا۔ اس کی مثال۔ ایک آدمی کے بارہ بیٹے ہوں اس آدمی کی موجودگی میں آٹھ بیٹوں کا انتقال ہوگیا اور بقیہ چار کی موجودگی میں باپ کا انتقال ہوگیا تو بتلایئے وراثت کے حق دار کون لوگ ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ موجودہ چار بیٹے وراثت کے حق دار ہوں گے ان آٹھ کے انتقال میں باپ کا کوئی اثر دخل نہیں اور نہ بھائیوں کا اور نہ باپ کے انتقال میں بیٹوں کا اثر ہے یہ تو خدائی تقسیم ہے اسی طرح بقیہ اماموں کا مذہب ختم ہونا اس میں بقیہ چار اماموں کا کوئی اثر نہیں ان چاروں کا ہی مذہب برقرار رہا اس میں بھی ان کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ یہ خدائی تقسیم ہے۔

اہل حدیث کا پہلا قدم

سلف صالحین سے بدگمانی پیدا کرنا ہے۔ تاکہ ان کی تشریحات سے اعتماد اٹھ جائے اور خودرائی اور اتباع ھوٰی کا کیڑا پیدا ہو۔